﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد16 — جمعۃ المبارک یکم مئی 2009ء — شمارہ 18

05/جمادی الاوّل1430ہجری قمری ❁ 01/ہجرت 1388 ہجری شمسی

سورۃ الاخلاص کی اہمیت

حضرت ابودرداءؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لے۔ صحابہ نے کہا یارسول اللہ کس طرح؟ آپ نے فرمایا: سورۃ اخلاص ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ مَیں تمہیں قرآن کا تہائی حصہ سناؤں گا اور پھر سورۃ الاخلاص سنائی۔

(صحیح مسلم۔ کتاب صلوٰۃ المسافرین باب فضل قل ھو اللہ احد۔ حدیث بر1344-1346)

ارشادات عالیہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

دنیا میں دو قسم کے دکھ ہوتے ہیں۔ بعض دکھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں تسلّی دی جاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے، فرشتے سکینت کے ساتھ اترتے ہیں۔ اس قسم کے دکھ نبیوں اور راستبازوں کو بھی ملتے ہیں۔ ان دکھوں کا انجام راحت ہوتا ہے۔

دوسری قسم دکھ کی وہ ہے جس میں یہی نہیں کہ دکھ ہوتا ہے بلکہ اس میں صبر و ثبات کھویا جاتا ہے۔ یہ شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور اس قسم کے دکھوں سے بچنے کا یہی طریق اور علاج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے۔

ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلود زندگی سے نجات پاؤ۔

”دنیا میں دو قسم کے دکھ ہوتے ہیں۔ بعض دکھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں تسلی دی جاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے، فرشتے سکینت کے ساتھ اترتے ہیں۔ اس قسم کے دکھ نبیوں اور راستبازوں کو بھی ملتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلاء آتے ہیں جیسا کہ اس نے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ (البقرہ:156) میں فرمایا: ان دکھوں کا انجام راحت ہوتا ہے اور درمیان میں بھی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ خدا کی طرف سے صبر اور سکینت ان کو دی جاتی ہے۔ مگر دوسری قسم دکھ کی وہ ہے جس میں یہی نہیں کہ دکھ ہوتا ہے بلکہ اس میں صبر و ثبات کھویا جاتا ہے۔ اس میں نہ انسان مرتا ہے نہ جیتا ہے اور سخت مصیبت اور بلا میں ہوتا ہے۔ یہ شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ مَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ۔ (الشوریٰ:31) اور اس قسم کے دکھوں سے بچنے کا یہی طریق اور علاج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اس زندگی میں شیطان اس کی تاک میں لگا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اس کو خدا سے دور پھینک دے اور نفس اس کو دھوکا دیتا رہتا ہے کہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہنا ہے۔ لیکن یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ اگر انسان اس دھوکے میں آ کر خدا تعالیٰ سے دور جا پڑے اور نیکیوں سے دستکش ہو جاوے۔ موت ہر وقت قریب ہے اور یہی زندگی دار العمل ہے۔ مرنے کے ساتھ ہی عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور جس وقت یہ زندگی کے دم پورے ہوئے پھر کوئی قدرت اور توفیق کسی عمل کی نہیں ملتی خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو مگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کوئی عمل نہیں کر سکو گے اور ان گناہوں کی تلافی کا وقت جاتا رہے گا اور اس بدعملی کا نتیجہ آخر بھگتنا پڑے گا۔ خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جس کو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بن جائے۔ بلکہ خوش قسمت وہ ہے جس کو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپ کو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اس طرح پر حاصل کرے گا۔ مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمہیں توفیق اور قوت عطا فرمائے کہ تم گناہ آلود زندگی سے نجات پاؤ۔ کیونکہ گناہوں سے بچنا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک اس کی توفیق شامل حال نہ ہو اور اس کا فضل عطا نہ ہو اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے۔ اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہم کو ان تمام کاموں سے جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایت کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا اور سچے ایمان پر قائم رکھ (آمین) کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اس کو ملتی ہے اور جس سے لاپروائی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے۔ جوئندہ یابندہ مثل مشہور ہے مگر جو گناہ کی فکر نہیں کرتے اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے وہ پاک نہیں ہو سکتے۔ گناہوں سے وہی پاک ہوتے ہیں جن کو یہ فکر لگی رہتی ہے“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 607-608 جدید ایڈیشن)

”بار بار قرآن شریف کو پڑھو اور تمہیں چاہئے کہ برے کاموں کی تفصیل لکھتے جاؤ اور پھر خدا تعالیٰ کے فضل اور تائید سے کوشش کرو کہ ان بدیوں سے بچتے رہو۔ یہ تقویٰ کا پہلا مرحلہ ہوگا۔ جب تم ایسی سعی کرو گے تو اللہ تعالیٰ پھر تمہیں توفیق دے گا اور وہ کافوری شربت تمہیں دیا جاوے گا جس سے تمہارے گناہ کے جذبات بالکل سرد ہو جائیں گے۔ اس کے بعد نیکیاں ہی سرزد ہوں گی۔ جب تک انسان متقی نہیں بنتا یہ جام اسے نہیں دیا جاتا اور نہ اس کی عبادات اور دعاؤں میں قبولیت کا رنگ پیدا ہوتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ (المائدہ:28) یعنی بے شک اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کی عبادات کو قبول فرماتا ہے۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ نماز روزہ بھی متقیوں ہی کا قبول ہوتا ہے“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 656 جدید ایڈیشن)

”غرض قرآن شریف کی اصل غرض اور غایت دنیا کو تقویٰ کی تعلیم دینا ہے جس کے ذریعہ وہ ہدایت کے منشاء کو حاصل کر سکے۔ اب اس آیت میں تقویٰ کے تین مراتب کو بیان کیا ہے اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرہ:4) لوگ قرآن شریف پڑھتے ہیں۔ مگر طوطے کی طرح یونہی بغیر سوچے سمجھے چلے جاتے ہیں۔ جیسے ایک پنڈت اپنی پوتھی کو اندھا دھند پڑھتا جاتا ہے۔ نہ خود سمجھتا ہے اور نہ سننے والوں کو پتہ لگتا ہے۔ اسی طرح پر قرآن شریف کی تلاوت کا طریق صرف یہ رہ گیا ہے کہ دو چار سپارے پڑھ لیے اور کچھ معلوم نہیں کہ کیا پڑھا۔ زیادہ سے زیادہ یہ کہ سُر لگا کر پڑھ لیا اور ق اور ع کو پورے طور پر ادا کر دیا۔ قرآن شریف کو عمدہ طور پر اور خوش الحانی سے پڑھنا بھی ایک اچھی بات ہے، مگر قرآن شریف کی تلاوت کی اصل غرض تو یہ ہے کہ اس کے حقائق اور معارف پر اطلاع ملے اور انسان ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرے“۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 284 جدید ایڈیشن)

امروز قوم من نشناسد مقام من

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:۔

❁...... ’خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی سے کہتا ہوں وہ جو آنے والا تھا وہ میں ہوں۔ قدیم سے خدا تعالیٰ نے منہاجِ نبوت پر جو طریق نبوت کا رکھا ہوا ہے وہ مجھ سے جس کا جی چاہے لے لے‘‘۔

(ملفوظات۔ جلد چہارم۔ صفحہ 39۔ طبع جدید)

❁...... ’’مجھے اس خدائے کریم وعزیز کی قسم ہے جو جھوٹ کا دشمن اور مفتری کا نیست و نابود کرنے والا ہے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور اس کے بھیجنے سے عین وقت پر آیا ہوں اور اس کے حکم سے کھڑا ہوں۔ اور وہ میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا اور نہ میری جماعت کو تباہی میں ڈالے گا جب تک وہ اپنا تمام کام پورا نہ کرلے جس کا اس نے ارادہ فرمایا ہے‘‘۔

(اربعین نمبر 2۔ روحانی خزائن۔ جلد 17۔ صفحہ 6)

❁...... ’’میں ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو۔ اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی .... یہ مت خیال کرو کہ خدا تمہیں ضائع کر دے گا۔ تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور ہر ایک طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی۔ اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنے والے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعویٰ بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائے گا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کرے گا۔ اور بدبختی اس کو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ سب لوگ جو اخیر تک صبر کریں گے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئیں گے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کریں گی اور دنیا ان سے سخت کراہت کے ساتھ پیش آئے گی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے‘‘۔

(رسالہ الوصیت۔ روحانی خزائن۔ جلد 20۔ صفحہ 3-4)

❁...... ’’میں امید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے جو میں اس دنیا سے گذر جاؤں میں اپنے حقیقی آقا کے سوا دوسرے کا محتاج نہیں ہوں گا۔ اور وہ ہر ایک دشمن سے مجھے اپنی پناہ میں رکھے گا۔ فالحمد للہ اولاً و اٰخراً و ظاهراً و باطناً هو وليّ في الدنيا والاٰخرة و هو نعم المولیٰ و نعم النصیر۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ میری مدد کرے گا اور مجھے ہرگز ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ اگر تمام دنیا میری مخالفت میں درندوں سے بدتر ہو جائے تب بھی وہ میری حمایت کرے گا۔ میں نامرادی کے ساتھ ہرگز قبر میں نہیں اتروں گا۔ کیونکہ میرا خدا میرے ہر قدم میں میرے ساتھ ہے اور میں اس کے ساتھ ہوں اور میرے اندرون کا جو اس کو علم ہے کسی کو بھی علم نہیں۔ اگر سب لوگ مجھے چھوڑ دیں تو خدا ایک اور قوم پیدا کرے گا جو میرے رفیق ہوں گے۔ نادان مخالف خیال کرتا ہے کہ میرے مکروں اور منصوبوں سے یہ بات بگڑ جائے گی اور سلسلہ درہم برہم ہو جائے گا۔ مگر یہ نادان نہیں جانتا کہ جو آسمان پر قرار پاچکا ہے زمین کی طاقت میں نہیں کہ اس کو محو کر سکے۔ میرے خدا کے آگے زمین و آسمان کانپتے ہیں۔ خدا وہی ہے جو میرے پر اپنی پاک وحی نازل کرتا ہے اور غیب کے اسرار سے مجھے اطلاع دیتا ہے اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور ضروری ہے کہ وہ سلسلہ کو چلاوے اور بڑھاوے اور ترقی دے جب تک وہ پاک اور پلید میں فرق کر کے نہ دکھلا دے۔ ہر ایک مخالف کو چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو اس سلسلہ کے نابود کرنے کے لئے کوشش کرے اور ناخنوں تک زور لگاوے اور پھر دیکھے کہ انجام کار وہ غالب ہوا یا خدا۔ پہلے اس سے ابوجہل اور ابولہب اور ان کے رفیقوں نے حق کے نابود کرنے کے لئے کیا کیا زور لگائے تھے مگر اب وہ کہاں ہیں؟ وہ فرعون جو موسیٰ کو ہلاک کرنا چاہتا تھا اب اس کا کچھ پتہ ہے؟ پس یقیناً سمجھو کہ صادق ضائع نہیں ہو سکتا۔ وہ فرشتوں کی فوج کے اندر پھرتا ہے۔ بدقسمت وہ جو اس کو شناخت نہ کرے‘‘۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم۔ روحانی خزائن۔ جلد 21۔ صفحہ 128-129)

❁...... ’’اے تمام لوگو سن رکھو کہ یہ اس کی پیشگوئی ہے جس نے زمین و آسمان بنایا وہ اپنی اس جماعت کو تمام ملکوں میں پھیلا دے گا۔ اور حجت اور برہان کے رو سے سب پر ان کو غلبہ بخشے گا۔ وہ دن آتے ہیں بلکہ قریب ہیں کہ دنیا میں صرف یہی ایک مذہب ہوگا جو عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔ خدا اس مذہب اور اس سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالے گا اور ہر ایک کو جو اس کے معدوم کرنے کا فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا۔ اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔ اگر اب مجھ سے ٹھٹھا کرتے ہیں تو اس ٹھٹھے سے کیا نقصان کیونکہ کوئی نبی نہیں جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ پس ضرور تھا کہ مسیح موعود سے بھی ٹھٹھا کیا جاتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

يَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ

پس خدا کی طرف سے یہ نشانی ہے کہ ہر ایک نبی سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔ مگر ایسا آدمی جو تمام لوگوں کے روبرو آسمان سے اترے اور فرشتے بھی اس کے ساتھ ہوں اس سے کون ٹھٹھا کرے گا۔ پس اس دلیل سے بھی عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ مسیح موعود کا آسمان سے اترنا محض جھوٹا خیال ہے۔ یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا۔ ہمارے سب مخالف جو اَب زندہ موجود ہیں وہ تمام مریں گے اور کوئی ان میں سے عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا۔ اور پھر ان کی اولاد جو باقی رہے گی وہ بھی مرے گی اور ان میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰؑ بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔ اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی۔ تب خدا ان کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ کا بھی گذر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آ گئی مگر مریم کا بیٹا عیسیٰؑ اب تک آسمان سے نہ اترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ سے بیزار ہو جائیں گے۔ اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کرنے والے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں۔ سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے‘‘۔

(تذکرۃ الشہادتین۔ روحانی خزائن۔ جلد 20۔ صفحہ 64-65)

❁❁❁❁❁❁

انتخاب از منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

دِن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سورج نِکل باہر کہ مَیں ہوں بے قرار

اے مرے پیارے فدا ہو تجھ پہ ہر ذرّہ مِرا
پھیر دے میری طرف اے سارباں جگ کی مہار

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
خاک میں ہوگا یہ سر گر تُو نہ آیا بَن کے یار

فضل کے ہاتھوں سے اب اِس وقت کر میری مدد
کشتیِٔ اسلام تا ہو جائے اس طوفاں سے پار

میرے سقم و عیب سے اب کیجئے قطعِ نظر
تا نہ ہو خوش دشمنِ دیں جس پہ ہے لعنت کی مار

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہُوں
میری فریادوں کو سُن میں ہو گیا زار و نزار

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰؐ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

کیا سلائیگا مجھے تو خاک میں قبل از مراد
یہ تو تیرے پر نہیں امیّد اے میرے حصار

یاالٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سُن لے پُکار

قوم میں فسق و فجور و معصیت کا زور ہے
چھارہا ہے ابرِ یاس اور رات ہے تاریک و تار

ایک عالم مر گیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اب میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار

اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب میں بجا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہوویں رستگار

کِس طرح نپٹیں کوئی تدبیر کچھ بنتی نہیں
بے طرح پھیلی ہیں یہ آفات ہر سُو ہر کنار

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ میرے اَے ناخدا
آگیا اس قوم پر وقتِ خزاں اندر بہار

(دُرِّثمین)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر40

بعض صلحائے عرب اور ابدالِ شام

پچھلی قسط میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے سفر یورپ کے دوران قیام دمشق و بیروت کا ذکر تھا، جس میں وہاں کے کئی احمدیوں کے خلافت سے اخلاص ووفا اور والہانہ محبت کا تذکرہ ہوا۔ یہاں پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض مخلص صلحائے عرب اور ابدال شام کا تعارف اور سیرت کے بعض واقعات درج کر دیئے جائیں۔ لیکن اس سے قبل بطور یاد دہانی حضرت مسیح موعودؑ کے بعض الہامات کا تذکرہ ضروری ہے۔

۞......6/اپریل 1885ء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ایک مکتوب بنام میر عباس علی شاہ میں اپنا مندرجہ ذیل الہام تحریر فرمایا:

یدعون لک أبدال الشام وعباداللّٰہ من العرب ۔یعنی تیرے لئے ابدال شام کے دعا کرتے ہیں۔ اور بندے خدا کے عرب میں سے دعا کرتے ہیں۔

(از مکتوب مورخہ6/ اپریل1885۔ مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 86)

۞......اگست ۱۸۸۸ء میں آپؑ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہ نے مجھے خبردی ہے کہ: يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ صُلَحَاءُ الْعَرَبِ وَأَبْدَالُ الشَّام ۔

(از مکتوب حضرت اقدسؑ، اگست 1888ء مندرجہ الحکم جلد 5 نمبر 32 مؤرخہ 31/ اگست 1901ء صفحہ 6 کالم نمبر2)

یعنی عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال تجھ پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

حضورؑ کے یہ الہامات بڑی شان کے ساتھ حضورؑ کی زندگی میں ہی پورے ہوگئے اور عرب کے مختلف علاقوں سے حضرت شیخ محمد بن احمد المکی، حضرت محمد سعید الشامی، حضرت سید عبداللہ العرب، حضرت عبدالمحیی العرب، حضرت علی بن شریف مصطفیٰ، حضرت عثمان العرب، حضرت السید مہدی البغدادی رضوان اللہ علیہم حضور پر ایمان لے آئے اور صلحاء العرب اور ابدال الشام کے مصداق ٹھہرے۔

یہاں دو امور کی وضاحت بھی کرتے جاتے ہیں۔ ایک یہ کہ حضورؑ کے الہام میں شام سے مراد صرف ملک شام یعنی موجودہ Syria ہی نہیں ہے بلکہ فلسطین، لبنان اردن اور شام کے علاقے بلاد الشام میں شامل ہیں۔

ابدال کون؟

دوسرے یہ جاننا ضروری ہے کہ ابدال کون لوگ ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’دیکھو! جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا چلا جاتا ہے، اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے، جب تک ابدال کے زمرے میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر ایک پاک تبدیلی پیدا کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنی اندر تبدیلی کرے گا، وہ ابدال ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے، تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا۔ اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ متقی کا معلم خدا ہی ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 284)

اس وضاحت کے بعد اب ہم بعض صلحاء اور ابدال الشام کا ذکر خیر کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض صلحاء کے چیدہ چیدہ واقعات پہلے بھی گزر چکے ہیں تاہم یہاں انکی زندگی اور سیرت کے بعض دیگر پہلو اور نمایاں خدمات کا ذکر کسی قدر تفصیل کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

الحاج محمد بن محمد المغربی الطرابلسی

ان کا اصل نام الحاج محمد بن محمد منصور ریاقات المغربی تھا۔ آپ مراکش (جسے عربی میں المغرب کہتے ہیں اور اسی کی نسبت سے آپ المغربی کہلائے) میں ’’مکناس‘‘ نامی ایک جگہ کے رہائشی تھے۔

مکرم مولانا چوہدری محمد شریف صاحب سابق مبلغ بلاد عربیہ ان کے بارہ میں لکھتے ہیں: آپ نے حج کے لئے جانے والے قافلہ کے ہمراہ بیت اللہ الحرام کا قصد کیا اور تمام سفر کبھی اونٹ پر سواری کرتے ہوئے اور کبھی پیدل طے کیا۔ آپ نے کل 17 مرتبہ حج کیا۔ مکہ مکرمہ میں آپ دن کا کچھ وقت کام کرتے تھے تاکہ کھانے کیلئے کچھ خرید سکیں جبکہ باقی تمام وقت عبادت اور ذکر الٰہی میں گزارتے تھے۔ مکہ سے آپ یمن چلے گئے جہاں آپ نے ’’سید محمد بن ادریس‘‘ کی شاگردی اختیار کی جو کہ آنحضرت ﷺ کی نسل میں سے تھے۔ سید محمد بن ادریس کی وفات کے بعد آپ نے وطن واپس جانا چاہا لیکن حالات کی خرابی کے باعث حیفا آگئے جہاں طیرہ نامی ایک علاقے میں ایک مسجد جامع الجرینۃ میں قیام فرمایا اور بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم کا کام شروع کردیا۔

مولانا جلال الدین شمس صاحب 1928ء میں کبابیر میں تھے۔ 3/جون 1928ء کو بعض دوستوں کے ہمراہ سیر کرتے ہوئے کبابیر کے نچلی سمت واقع وادی السیاح میں گئے تو ان کی ملاقات الحاج محمد المغربی الطرابلسی سے ہوئی۔ اور ان کو معلوم ہوا کہ یہ بزرگ 23 سال سے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لا چکے ہیں۔

حضرت مولانا شمس صاحب ان کا ایک بیان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس میں المغربی صاحب فرماتے ہیں:

’’مَیں یمن میں امام محمد بن ادریس امامِ یمن کے پاس تھا جو کابل سے امام محمد بن ادریس کے پاس چند کتابیں اس مدعی کی پہنچیں۔ آپ نے دو کتابیں پڑھ کے علماء کے سپرد کر دیں اور کہا کہ یہ کام آپ کا ہے اسکے بارہ میں رائے ظاہر کریں، اور آپ نے خود اسکے متعلق کچھ نہ کہا۔ پھر علماء میں اسکے متعلق اختلاف ہوا۔ بعض کہیں کہ جو کچھ اس نے لکھا سچ ہے، بعض کہیں کہ ایسی باتیں کہنے والا کافر ہے۔ مگر میں استخارہ کر کے اور بعض خوابیں دیکھ کر آپ پر ایمان لے آیا۔ چنانچہ میں اس وقت سے آپ کو امام الوقت مسیح موعود مانتا ہوں...... مَیں نے پوچھا کون سی کتابیں وہاں پہنچی تھیں؟ انہوں نے کہا: ہم نے اس وقت چند عبارات حفظ کی تھیں۔ جب انہوں نے عبارات سنائیں تو وہ الاستفتاء کی تھیں۔ پھر انہوں نے قصیدۃ اعجازیہ کے شعر سنائے......13/ جولائی کو وہ میرے مکان پر جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لائے تو نماز ادا کرنے کے بعد کہنے لگے: اگرچہ میں پہلے سے ایمان لایا ہوا ہوں مگر پھر آپ کے ہاتھ پر تجدید عہد کرتا ہوں۔ تب وہ اور دو شخص اور ان کے ساتھ سلسلہ میں داخل ہوئے۔‘‘

1930ء میں جبکہ کبابیر میں الحاج صالح عبدالقادر عودہ نے اپنے خاندان سمیت احمدیت قبول کر لی تو الحاج المغربی بھی کبابیر میں آگئے اور کبابیر کے بچوں کو پڑھانا شروع کر دیا۔ اور مدرسہ کبابیر قائم ہونے تک باقاعدہ یہ خدمت بجالاتے رہے۔

جب خدا تعالیٰ کے فضل سے کبابیر میں احمدی پریس کا قیام عمل میں آیا تو اس وقت بجلی کی سہولت تو میسر نہ تھی تمام کام ہاتھ سے ہی سرانجام دیئے جاتے تھے۔ اس سلسلہ میں مکرم الحاج المغربی صاحب نے اپنی خدمات پیش کیں اور 1935ء سے لے کر 1953ء تک مسلسل 18 سال وہ کام کرتے رہے۔

آپ صوم وصلاۃ کے پابند تھے۔ روزانہ دو بجے رات کو جاگ جاتے تھے اور تہجد ادا کیا کرتے تھے۔ اور باوجود مالی حالات کی خرابی کے مکمل پابندی کے ساتھ چندہ ادا کرتے تھے۔ 18/دسمبر 1960ء کی رات آپ نے تہجد کی نماز ادا کی اور نماز فجر کا انتظار فرما رہے تھے کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ یوں آپ پر بوقت وفات بھی اس مؤمن کی مثال صادق آئی کہ جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے‘‘۔

(مآخذ تاریخ احمدیت جلد4 صفحہ 526، مجلة البشری جنوری ، فروری 1937ء صفحہ 52-53 الفضل 31/اگست 1928ء صفحہ7 بحوالہ خالد احمدیت حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس کے حالات زندگی جلداول صفحہ 204-205، تابعین اصحاب احمد جلد اول صفحہ 80تا93)

مکرم منیر الحصنی صاحب

آپ عرب ممالک کی ایک قابل فخر احمدی شخصیت اور حضرت مسیح موعودؑ کے الہام میں مذکور ابدال شام میں سے ایک عظیم بدل تھے۔ آپ اپنے صدق واخلاص، دینی غیرت وشجاعت، اور بے مثال فدائیت اور حضرت مسیح موعودؑ اور آپ کی جماعت سے خاص عشق کی وجہ سے خلفائے کرام کی محبت، دعا اور خاص قرب پانے والے بن گئے۔

آپ دمشق میں پیدا ہوئے۔ اور پہلی جنگ عظیم کے دوران آپ قدس شریف میں کلیۃ صلاح الدین الأیوبی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے کہ آپ کو احمدیت کے بارہ میں پتہ چلا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ:

پہلی جنگ عظیم کے دوران ترکی کے ذمہ بلاد شام کی قیادت ہوئی جسے جمال پاشا نامی قائد نے سنبھالا انہوں نے قدس شریف میں ایک دینی کالج قائم کیا جس کا نام کلیة صلاح الدین الأیوبی رکھا جو کہ الکلیة الصلاحیة کے نام سے مشہور ہوا۔ اس کالج کے قیام کا بنیادی مقصد دین اسلام کی تبلیغ کے لئے لوگ تیار کرنا تھا۔ چنانچہ اس کالج کے لئے جمال پاشا نے اس وقت کے بڑے بڑے علماء کو استاد کے طور پر رکھا جیسے: عبدالعزیز جاویش، رستم حیدر، عبدالقادر المغربی، جودت الہاشمی وغیرہ۔ اور اس کالج میں تاریخ ادیان پڑھانے کے لئے حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کا انتخاب کیا گیا۔ آپ کے شاگردوں میں سے ایک باسعادت شاگرد مکرم منیر الحصنی صاحب بھی تھے جن کو احمدیت کا پیغام پہنچا لیکن اس کے بارہ میں تحقیق اور مزید معلومات کا تبادلہ نہ ہوسکا کیونکہ جنگ کے دوران ہی حضرت زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب اسیر ہو گئے اور احمدیت کے بارہ میں منیر الحصنی صاحب کو مزید معلومات میسر نہ آسکیں۔

جنگ عظیم کے بعد آپ نے قانون کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جرمنی کا سفر اختیار کیا جہاں سے آپ کی واپسی 1925ء میں ہوئی۔ اور 1925ء میں ہی حضرت خلیفہ ثانیؓ نے حضرت ولی اللہ شاہ صاحب اور مولانا جلال الدین صاحب شمس کو دمشق میں احمدیت کے مبلغ کے طور پر بھجوایا تھا۔ چنانچہ ان کی مکرم منیر الحصنی صاحب سے اچانک ملاقات ہوگئی اور یوں پرانے رابطے بحال ہوگئے۔

آپ خود لکھتے ہیں کہ:

’’میری خوش قسمتی تھی کہ میرا تعارف حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کے ذریعہ حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس سے ہوگیا۔ چنانچہ مَیں اکثر اوقات ان کے پاس آتا جاتا رہتا تھا اور کئی ان امور دینیہ میں آپ کے ساتھ بات کرتا جن کا حل وہاں کے مولویوں کے پاس نہ تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا تھا کہ ایسے امور نے نئی نسل کو فتنہ میں ڈال دیا تھا چنانچہ انکے دلوں میں اسلام کے بارہ میں شکوک اور شبہات پیدا ہوگئے تھے۔ لیکن میں ہر دفعہ مولانا شمس صاحب سے نہایت تسلّی بخش جواب پاتا تھا اور اسلام پر ہر اعتراض کا کافی وشافی ردّ ملتا تھا۔ میں اکثر آپ کی اسلام کے دفاع میں گفتگو کے دوران محسوس کرتا تھا کہ جیسے قرآن کریم دوبارہ اس زمین پر نازل ہوا ہے‘‘۔ (البشری مارچ 1936ء)

گو کہ مکرم منیر الحصنی صاحب حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب سے شروع میں ہی متعارف ہو کر ان کے گہرے دوست بن گئے تھے، اور بڑی کثرت سے آپ کے پاس آتے جاتے تھے۔ آپ کی زبان سے مسیح موعودؑ کے لائے ہوئے علم کلام کی قوت کا بھی اعتراف تھا، پھر بھی احمدیت میں داخل ہونے کے لئے مزید تسلی چاہتے تھے۔ اور یہ تسلّی 1927ء میں اس وقت ہوئی جب مولانا جلال الدین صاحب شمس نے دمشق میں ایک تحریری مناظرہ ڈنمارک کے ایک مشہور پادری الفریڈ نلسن سے کیا جو بیس سال سے شام کے علاقہ میں عیسائیت کا کام کر رہے تھے اور شام کے عیسائی مشنوں کے انچارج تھے۔ موضوع مناظرہ یہ تھا کہ کیا حضرت مسیح ناصری فی الواقعہ صلیب پر فوت ہوئے؟ اس مناظرہ میں حضرت مولانا شمس صاحب کے دلائل سن کر مکرم منیر الحصنی صاحب احمدیت میں شامل ہوگئے۔ چنانچہ آپ خود لکھتے ہیں:

’’میرے قبول احمدیت کا سب سے بڑا سبب یہی

مناظرہ تھا۔ کیونکہ مَیں نے دیکھا کہ احمدی مبلغ کے دلائل وبراہین لاجواب تھے۔ مسیحی مناظر سے ان کا کوئی جواب نہ بَن پڑا اور عزت وغلبہ اسلام نصف النہار کی طرح ظاہر ہوگیا۔ عیسائی پادری اور مولانا شمس صاحب میں مناظرہ سے پہلے یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اختتام مناظرہ پر پوری روئداد مناظرہ فریقین کے خرچ پر طبع کرائی جائے گی۔ لیکن جب مناظرہ ہو چکا تو وہ اپنے عہد سے پھر گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ قبول حق کے لئے کھول دیا اور مجھے مسیح موعودؑ کی جماعت میں داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا''۔

(ماخوذ از تاریخ احمدیت جلد 4 صفحہ525)

آپ کی بیعت کے بعد دمشق میں باقاعدہ مرکز کا قیام بھی عمل میں آیا۔ کچھ عرصہ بعد جب مولانا شمس صاحب پر حملہ ہوا اور انہیں دمشق سے فلسطین منتقل ہونا پڑا تو جماعت احمدیہ شام کا انتظام وانصرام آپ کے سپرد ہوا۔ پھر آپ کو 1928ء میں باقاعدہ طور پر جماعت احمدیہ شام کا امیر بننے کا اعزاز بھی حاصل ہوا اور آپ اس عہدہ پر تاحیات فائز رہے۔

آپ نے جملہ مبلغین بلاد عربیہ کے ساتھ مل کر کام کیا۔ مختلف عرب ممالک کے سفر بھی اختیار کئے۔ اور دین کی خدمت میں اپنا سب کچھ فدا کر دیا۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ **عرب دنیا کے آپ پہلے موصی ہیں جو نظام وصیت میں باقاعدہ طور پر شامل ہوئے۔** اسی طرح آپ کو یہ اعزاز بھی نصیب ہوا کہ 1970ء کے جلسہ سالانہ ربوہ کے موقع پر ایک اجلاس کی صدارت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے آپ کے سپرد کی۔ اور اس طرح **آپ پہلے عربی احمدی بن گئے جس نے جلسہ سالانہ کے کسی اجلاس کی صدارت کی۔**

تقریباً 63 سال تک مسلسل تبلیغ وتربیت واخلاص کی راہوں پر چلنے کے بعد بالآخر یہ مبارک وجود 1988ء میں تقریبا 90 سال کی عمر میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔ آپ نے رسالہ البشریٰ میں بیسیوں مضامین لکھے۔ کئی قصائد اور نظمیں لکھیں اور متعدد کتابیں تالیف فرمائیں۔ آج بھی عرب احمدیوں میں آپ کے قصائد اور ترانے زبان زد عام ہیں۔ آپ کی کتابوں میں اہم ترین کتاب ''المودودی فی المیزان'' ہے۔

1939ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے عہد خلافت کے 25 سال پورے ہونے پر جماعت احمدیہ نے سلور جوبلی منانے کا فیصلہ کیا۔ اس میں عرب ممالک کی جماعتوں کی طرف سے بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی خدمت میں سپاسنامے اور اخلاص ووفا کے عہد و پیمانوں کی تجدید پر مشتمل خطوط لکھے گئے۔ جماعت شام کی طرف سے مکرم منیر الحصنی صاحب نے یہ خط لکھا جس میں آپ نے حضورؓ کی مدح میں ایک قصیدہ بھی لکھ کر ارسال کیا۔ اس کے چند شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

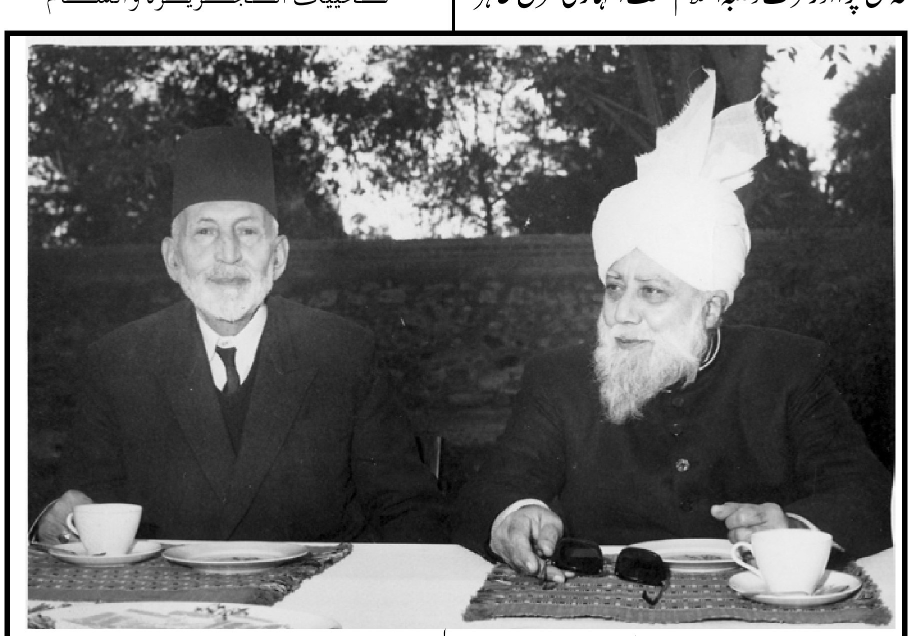

مکرم منیر الحصنی صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی معیت میں

تحییک الجزیرۃ والشآم
بشیر الدین والبیت الحرام
دمشق کان یکنفها ظلام
فلما زرتها ولّی الظلام
أمیر المؤمنین وهل سواکم
لنشر الدین فی الدنیا إمام
ستملک هذه الدنیا یقینا
وعُدَّتُک المعارف لا الحسام
وکیف نخاف فَقْدَ المجد یوما
ومحمود العظیم لنا إمام
بقیت خلیفة الرحمٰن فینا
طویلا تهتدی بکم الأنام

یعنی اے حضرت مرزا بشیر الدین آپ کو جزیرۂ عرب اور بلاد شام اور بیت اللہ الحرام کے علاقوں کے باسیوں کی طرف سے سلام اور آداب کا تحفہ پیش ہے۔ دمشق میں آپ کی آمد مبارک سے قبل ظلمتوں کا دور دورہ تھا لیکن آپ کی آمد سے تمام اندھیرے چھٹ گئے۔ اے امیر المؤمنین دین اسلام پھیلانے کیلئے دنیا میں آپ جیسا امام اور کہاں ہوسکتا ہے۔ ایک دن ساری دنیا آپ کے ہاتھ میں ہوگی کیونکہ اس کو فتح کرنے کے لئے آپ کے پاس تیر وتفنگ کی بجائے علم ومعارف کا اسلحہ ہے۔ جب ہمارے پاس سیدنا محمود جیسا عظیم امام ہے تو ہمیں اسلام کی عظمت کے کھو جانے کا خوف کیونکر لاحق ہوسکتا ہے۔ خدا کرے کہ آپ طویل عرصہ تک خدا کے خلیفہ کی حیثیت سے ہمارے درمیان باقی وسلامت رہیں اور دنیا آپ کے ذریعہ رشد وہدایت پاتی رہے۔

مکرم الحاج محیی الدین الحصنی صاحب

الحصنی خاندان جہاں ظاہری اثر ورسوخ اور جاہ وحشمت اور عزت واحترام رکھتا تھا وہاں اس خاندان کے گراں قدر ہیرے احمدیت کے گود میں آنے سے اور نکھر گئے۔ ان میں سے ایک الحاج محیی الدین الحصنی تھے۔ آپ کا شمار مصر کے چند مشہور اور بڑے بڑے تاجروں میں ہوتا تھا۔ اور آج تک آپ کا نام مصر میں شارع الأزہر پر واقع آپ کی سابقہ بڑی بڑی دکانوں پر موجود ہے۔

آپ نے 1933ء میں مولانا ابوالعطاء جالندھری صاحب کے ذریعہ احمدیت قبول کرنے کی سعادت پائی۔ اور اخلاص میں اس قدر ترقی کر گئے کہ اعلائے کلمہ اسلام کو ہمیشہ ہر چیز پر مقدم رکھتے تھے۔ اپنے ہر قسم کے مفاد پر احمدیت کو فوقیت دیتے اور محض خدمت کی غرض سے جماعت کے کاموں میں پیش پیش رہتے۔ آپ جماعت احمدیہ مصر کے صدر بھی رہے اور جب 1938ء میں حضرت مرزا ناصر احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے مصر میں کچھ عرصہ قیام کیا تو مکرم محیی الدین صاحب کو آپ سے ملاقات اور خدمت کا شرف حاصل ہوا۔ اسی طرح آپ کو حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ساتھ بھی بلاد عربیہ میں متعدد سفروں میں رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔

مولانا ابو العطاء صاحب ان کے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں:

اخویم استاذ منیر آفندی الحصنی پہلے سے احمدی تھے۔ ان کے بڑے بھائی السید محی الدین الحصنی المرحوم جو قاہرہ کے بڑے تاجر تھے میرے وقت میں سلسلہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور بہت زندہ دل تھے۔ وہ بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ مَیں نے چندہ کی تحریک کی اور احباب نے چندے لکھوائے اور ادا کرنے شروع کئے تو انہوں نے بھی خاصی رقم چندہ کی دی مگر ظرافت طبع کے طور پر کہنے لگے۔ یا أستاذ إنک أبو العطاء ولکنک دائمًا تحرضنا علی التبرعات فلم لا تسمی اسمک أبا الأخذ؟ کہ اے استاذ، آپ کا نام ابو العطاء (عطا کرنے والا) ہے مگر آپ ہمیشہ چندوں کی تحریک کرتے رہتے ہیں۔ آپ اپنا نام ابوالعطاء کی بجائے ابوالأخذ (یعنی لینے والا) کیوں نہیں رکھ لیتے؟ میں نے ہنستے ہوئے جواب دیا کہ راہ خدا میں مال خرچ کرنے کی تحریک کرنا بھی ایک عطاء ہے اس لئے میرا نام ابوالعطا ہی رہنے دیں۔ مجلس میں اس سے خوش طبعی کی لہر پیدا ہوگئی۔ مرحوم محی الدین الحصنی بہت خوبیوں کے مالک تھے۔ رحمہ اللہ۔

(الفرقان ربوہ، جون1971ء صفحہ 25-26)

آپ نے 1954ء میں وفات پائی۔

مکرم الحاج عبدالرؤف الحصنی صاحب

آپ مکرم منیر الحصنی صاحب کے چھوٹے بھائی تھے۔ آپ نے 1938ء میں بیعت کی اور میدان روحانیت میں بہت جلد اعلیٰ منازل طے کر کے دوسروں کے لئے نمونہ بن گئے۔ آپ کی وفات اپریل 1954ء میں ہوئی۔ آپ کی وفات پر مکرم شیخ نور احمد منیر صاحب سابق مبلغ سلسلہ بلاد عربیہ نے لکھا:

الحاج مرحوم جماعت دمشق میں اخلاص اور ایثار کا نمونہ تھے۔ سلسلہ کی تمام مالی تحریکات میں ایک مثال رکھتے تھے۔ ہفتہ واری میٹنگ میں شمولیت، نماز جمعہ میں باقاعدگی، ضیافت، خندہ پیشانی، سنجیدگی، اولاد کی تربیت، چغلی سے نفرت ان کی نمایاں خوبیاں تھیں۔ قدرتاً نورانی شکل رکھتے تھے۔ انہی اوصاف کی وجہ سے جماعت دمشق نے ان کو پریذیڈنٹ منتخب کیا۔ آپ کو سلسلہ کے خدام سے ایک خاص محبت تھی، سلسلہ کے کئی مبلغین کرام جن کو دمشق سے گزرنے کا اتفاق ہوا ہے ان کو مشہور تاریخی مقامات کی زیارت کرواتے، ان کے ساتھ ہوا خوری کے لئے نکلتے اور ان کی ملاقات کے لئے بار بار آتے۔ مجھے دمشق میں تین سال رہنے کا اتفاق ہوا اور مَیں نے آپ کو سلسلہ کے لئے قابل قدر اور مفید وجود پایا۔

ایک دفعہ الحاج عبدالرؤف اور عاجز دمشق کے سرسبز مقام ''ربوہ'' گئے۔ راستے میں کہنے لگے کہ احمدیت کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے۔ احمدیت نے مجھے صحیح راستہ پر چلا دیا۔ قرآن کریم سے ان کو عشق تھا۔ تفاسیر سننے کے ہمیشہ مشتاق رہتے۔ کانوں میں نقص کی وجہ سے وہ اونچی سنتے تھے اس لئے وہ پاس بیٹھ کر اور خاص توجہ سے سننے کے عادی ہو چکے تھے۔ ان کا نمایاں وصف جو قابل رشک واقتداء ہے وہ اولاد کی تربیت کرنا ہے۔ جمعہ کی نماز میں آپ اپنے تمام بچوں کو ساتھ لاتے۔ الحاج مرحوم نے اپنے گھر میں احمدیت کا ماحول پیدا کر دیا تھا۔ ان کا گھرانہ اس لحاظ سے قابل رشک تھا۔ دوسری مرتبہ حج کرنے کی خواہش تھی اور حج سے واپسی پر حضرت خلیفہ ثانیؓ، اصحاب مسیح موعود علیہ السلام اور قادیان کی زیارت کے متمنی تھے لیکن افسوس ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی۔

(از تاریخ احمدیت جلد16 صفحہ404-405)

کبھی کبھی خدا تعالیٰ کا فضل اس طرح بھی انسان پر ہوتا ہے کہ اس کی خواہش کو ایسے عظیم الشان رنگ میں پورا فرماتا ہے کہ جس کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ الحاج عبدالرؤف الحصنی صاحب کی قادیان جا کر حضرت خلیفہ ثانیؓ سے ملاقات کی خواہش تو پوری نہ ہوسکی تاہم یہ ایک عجیب اتفاق ہوا کہ انکی وفات کے بعد حضرت خلیفہ ثانیؓ نے بغرض علاج یورپ کا سفر اختیار کیا تو راستہ میں دمشق میں بھی چند دن قیام فرمایا۔ ان میں سے ایک رات الحاج عبدالرؤف الحصنی صاحب کے صاحبزادگان نے حضور انورؓ کو رات کے کھانے کی دعوت دی جسے حضورؓ نے قبول فرمالیا اور پھر خود ان کے گھر تشریف لائے۔ السید عبدالرؤف الحصنی کے بڑے بیٹے سید نادر الحصنی اپنے خاندان کے لئے اخلاص کا ایک عمدہ نمونہ تھے۔ حضور کی طبیعت شگفتہ تھی اور اس شگفتگی سے ساری مجلس باغ وبہار بنی رہی۔ لطائف کا سلسلہ چلتا رہا۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد حضور نے دعا کروائی۔ پھر سید نادر الحصنی کے چھوٹے بھائی السید نور الدین الحصنی صاحب نے سورہ والضّحی کی نہایت خوش الحانی سے تلاوت کی۔

مکرم نادر الحصنی صاحب بفضلہٖ تعالیٰ بقید حیات ہیں اور کینیڈا میں مقیم ہیں۔ مختلف کتب اور تراجم پر کام کرتے رہتے ہیں۔ نیز ایک قادر کلام شاعر بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی صحت اور عمر میں برکت دے۔

(باقی آئندہ)

❋❋❋❋❋

شعائر اللہ کی تعظیم ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

❋...... ''قبلہ کی طرف پاؤں کر کے سونے کے متعلق فرمایا یہ ناجائز ہے کیونکہ تعظیم کے برخلاف ہے۔ سائل نے عرض کی کہ احادیث میں اس کی ممانعت نہیں آئی۔ فرمایا کہ یہ کوئی دلیل نہیں ہے۔ اگر کوئی شخص اسی بناء پر کہ حدیث میں ذکر نہیں ہے اور اس لئے قرآن شریف پر پاؤں رکھ کر کھڑا ہوا کرے تو کیا یہ جائز ہو جاوے گا؟ ہرگز نہیں۔ **وَ مَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ**''۔

(الحکم۔ جلد8۔ نمبر26-25۔ 31 جولائی1904ء۔ صفحہ14)

❋...... حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ نے بیان کیا کہ:۔ ''میں نے ایک دفعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں یہ درخواست کی تھی کہ چونکہ جماعت کو مالی لحاظ سے بڑی ضرورت ہے کیا قربانی کی بجائے روپے قادیان بھجوا دیئے جائیں۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ ''نہیں شعائر اللہ کو برقرار رکھنا ضروری ہے''۔

(الفضل21 مارچ1943ء)

خطبہ جمعہ

سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔
صحیح فراست اور حقیقی دانش کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔

ہر احمدی کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ نے پیدائش کی ہے وہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے وجود کا ایک ثبوت ہے۔

جب ذکر ہوگا تو عبادت کی طرف توجہ ہوگی اور جب عبادت کی طرف توجہ پیدا ہوگی تو اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان کی پابندی کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہوگی۔ تو یہ ایسا ایک دائرہ ہے جس کے اندر آکر انسان پھر نیکیوں اور شکرگزاریوں کے جذبات سے ہر وقت سرشار رہتا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 10/اپریل 2009ء بمطابق 10/شہادت 1388 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح ،لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِلَاٰيٰتٍ لِّاُوْلِی الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ۔ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (آل عمران:191)

یہ آیات جو مَیں نے تلاوت کی ہیں ان کا ترجمہ ہے کہ یقیناً آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں عقل والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں اور اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ۔ وہ لوگ جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ تو نے ہرگز یہ بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ توجہ دلائی ہے کہ ایک بات واضح ہو مخلوق پر، انسانوں پر، کہ ہر قسم کی پیدائش خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس پیدائش میں زمین و آسمان کی ہر چیز شامل ہے۔ انسان بھی اس پیدائش کا حصہ ہے۔ انسان کے لئے اس کی بہتری کے لئے، اس کے کام میں آسانی کے لئے اور اس کے آرام کے لئے دن اور رات رکھے۔ ایک جگہ فرمایا کہ اگر صرف دن ہی ہوتا اور رات کبھی نہ پڑتی تو تمہارا حال کیا ہوتا؟ اور اگر صرف رات ہی ہمیشہ کے لئے ہوتی تو پھر انسان کا کیا حال ہوتا؟ ان ملکوں میں، مغربی ممالک میں جائزہ لیں، دیکھیں تو سردیوں کے موسم میں دن بہت چھوٹے ہو جاتے ہیں اور راتیں لمبی ہوتی ہیں اور ان دنوں میں عموماً دیکھا ہوگا کہ ڈپریشن کے مریض بہت زیادہ ہو جاتے ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی احسان ہے کہ اس نے دن بھی بنایا، رات بھی بنائی۔ دو مختلف اوقات بنائے اور جب اس میں ذرا سی تبدیلی آتی ہے تو باوجود اس بات کے کہ ان لوگوں کو جو یہاں رہتے ہیں اس موسم کی عادت ہے جب چھوٹے دن آئیں، روشنی کم ہو جائے تو ڈپریشن شروع ہو جاتا ہے۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا انسان پر بہت بڑا احسان ہے کہ یہ جو دن اور رات ہیں، یہ مختلف موسموں میں بھی ادلتے بدلتے رہتے ہیں۔ راتیں چھوٹی ہو جاتی ہیں، دن لمبے ہو جاتے ہیں۔ دن چھوٹے ہوتے ہیں راتیں لمبی ہو جاتی ہیں یا بعض دفعہ برابر ہو جاتے ہیں۔ یہ جو انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے ادلتے بدلتے موسم بنائے ہیں، یہ اس لئے ہیں کہ وہ ایک تو اس بات پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے کہ کتنا بڑا احسان ہے، ایک ہی طرح کی چیز نہیں بنائی جس میں کوئی تبدیلی نہ ہو بلکہ جو فطرت نے اس کی طبیعت میں تبدیلی رکھی ہے اس کا اظہار ہوتا رہے اور انسان کہیں ڈپریشن کا مریض نہ ہو جائے اسے مختلف موسم دئے، پھر یہ کہ روشنی کے جو دن ہیں اگر ہم جائزہ لیں تو روشنی عموماً زیادہ دنوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ چھوٹے دن کم عرصے کے لئے ہوتے ہیں اور بڑے دن زیادہ عرصہ کے لئے ہوتے ہیں۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ایک بہت بڑا احسان ہے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عقلمند وہی لوگ ہیں جو ان ادلتے بدلتے موسموں کو، دنوں کو دیکھیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے احسان مند ہوں، شکرگزار ہوں کہ اس نے جس طرح انسان کی فطرت بنائی اس کے مطابق موسموں کو بھی ڈھال دیا اور اس لحاظ سے یہاں فرمایا کہ یہ جو بدلتے ہوئے دن ہیں اور راتیں ہیں انسان کو ان روشنی کے دنوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور روحانی فائدہ بھی اٹھانا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے نور کو، اس روشنی کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے، وہ روحانی روشنی جو اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کے ذریعہ سے دنیا میں بھیجتا ہے اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے اور ان بھیجے ہوؤں کو تلاش کرنا چاہئے اور جو پیغام وہ لاتے ہیں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اس کے آگے جھکتے ہوئے اس کی صداقت کو تسلیم کرنے کی طرف توجہ ہونی چاہئے نہ کہ انکار کرنے کی طرف۔ تو یہ چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف انسان کو توجہ دلاتی ہیں۔ اس کی عبادت کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ اس کا شکرگزار اور احسان مند بناتی ہیں۔

ہم خوش قسمت ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی بعثت ثانی کو پہچان کر اُس روشنی سے حصہ پا رہے ہیں جو اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہماری روحانی ترقی کے لئے بھیجی۔ لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حصّہ پانے اور فیض اٹھانے کے لئے صرف پہچاننا اور مان لینا کافی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت ضروری ہے، جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا کہ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ کہ وہ لوگ جو اللہ کو

یاد کرتے ہیں کھڑے ہوئے بھی اور بیٹھے ہوئے بھی اور اپنے پہلوؤں کے بل بھی۔ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش پر غور کرتے ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان کو پیدا کیا۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ بے ساختہ یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! تو نے ہرگز یہ چیزیں یوں ہی پیدا نہیں کیں۔ بے مقصد پیدا نہیں کیں بلکہ ہر پیدائش کا ایک مقصد ہے اللہ تعالیٰ کی جتنی مخلوق اس زمین پر بھی پائی جاتی ہے چاہے وہ زہریلے جانور ہی ہوں، ان کا بھی ایک مقصد ہے۔ اور پاک ہے تُو۔ پس ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔ ہم کہیں تیری اس بات کا انکار کر کے تیری خدائی کا انکار کر کے آگ کے عذاب میں نہ پڑنے والے ہوں۔

اللہ تعالیٰ کے مبعوث کئے ہوئے کو ماننے کے بعد پھر اور بھی زیادہ ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف توجہ پیدا ہو اور ہر وقت ہر سوچ کے ساتھ اور ہر چیز جو اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اس کو دیکھ کر ایک احسان مندی اور شکر گزاری کے جذبات پیدا ہوں۔ اور جب ذکر ہو گا تو عبادت کی طرف توجہ ہو گی اور جب عبادت کی طرف توجہ پیدا ہو گی تو اللہ تعالیٰ کے جو احکامات ہیں ان کی پابندی کرنے کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی۔ تو یہ ایک ایسا دائرہ ہے جس کے اندر آ کر انسان پھر نیکیوں پر عمل کرتا ہے۔ نیکیوں کو کرنے کی توفیق پاتا ہے اور شکر گزاری کے جذبات سے سرشار رہتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو چیز بھی زمین و آسمان میں پیدا کی ہے اس پر غور کر کے اللہ تعالیٰ پر ایک بندے کا ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی پہچان کرنے کی کوشش کرنے والا ہو۔

اس علاقے میں بھی ہم دیکھتے ہیں اونچے پہاڑ ہیں۔ گہری کھائیاں ہیں۔ آبشاریں ہیں۔ ندی نالے ہیں۔ جھیلیں ہیں، لیک ڈسٹرکٹ کا علاقہ کہلاتا ہے، بہت ساری جھیلیں ہیں۔ تو یہ سب جو ہیں خدا کا تصور پیش کرتی ہیں۔ ان چیزوں کی تصویر کشی کرتی ہیں جو خدا تعالیٰ نے پیدا کیں اور ہمارے فائدے کے لئے پیدا کیں۔

اگر ہم کائنات کا نقشہ دیکھیں تو جو بھی اپنی دوربینوں سے سائنسدانوں نے تصویر لی ہے کائنات کے اس پورے یونیورس (Universe) کی تو ہماری زمین جو ہے ان ستاروں کے جھرمٹ میں ایک چھوٹا سا ایسا نقطہ نظر آتا ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں بلکہ یہ لکھا جاتا ہے کہ ہماری زمین یہیں کہیں ہو گی۔ اس زمین میں ہی بے شمار چیزیں اللہ تعالیٰ نے ایسی پیدا کر دی ہیں جو انسان جب دیکھے تو نئی سے نئی لگتی ہیں۔ کسی بھی رستے پہ چلے جائیں، کسی بھی جنگل میں چلے جائیں، کسی بھی دریا کے کنارے کھڑے ہو جائیں، ریگستانوں میں کھڑے ہو جائیں تو آپ کو اللہ تعالیٰ کی قدرت ایک نئے رنگ سے نظر آئے گی۔ قدرت کے جلوے ایک نئی شان سے ظاہر ہو رہے ہوں گے جو خدا تعالیٰ کی خدائی پر بے اختیار یقین قائم کرتے ہیں۔ یہ بھی ایک احمدی کی شان ہے کہ اس زمانہ کے امام کو پہچان کر ان چیزوں کی طرف مزید توجہ پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کی صنّاعی کی طرف، قدرت کی طرف، اس کی پیدائش کی طرف ایک توجہ پیدا ہوئی۔ ورنہ علاّمہ اقبال ایک مشہور شاعر تھے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہوئے ایک شکوہ کی نظم لکھی جس کا نام شکوہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے شکلِ مجاز میں نظر آ۔ مسلمان بھی تھے، عالم بھی تھے، بہت پڑھے ہوئے بھی تھے لیکن اللہ تعالیٰ کی پیدائش کو دیکھ کر خدا تعالیٰ کی پہچان ان کو نہ ہو سکی۔ لیکن ایک احمدی خاتون جو زمانے کے امام کی پیاری بیٹی تھی انہوں نے ان کی گود میں تربیت پائی تھی، انہوں نے اس کا جواب لکھا کہ مجھے پہاڑوں کی بلندیوں میں دیکھو، مجھے گہری کھائیوں میں بھی دیکھو، ع

مجھے دیکھ رفعتِ کوہ میں، مجھے دیکھ پستیٔ کاہ میں

اور ہر چیز اور خدا تعالیٰ کی جو ہر پیدائش ہے، اس میں مَیں شکلِ مجاز میں نظر آؤں گا اور تمہیں ہر چیز کو دیکھ کر، میری صنّاعی کو دیکھ کر میری یاد آنی چاہئے۔ تو یہ ہے ایک احمدی کا طرۂ امتیاز جس کو اللہ تعالیٰ کی پہچان ہر چیز کو دیکھ کر پہلے سے زیادہ ہوتی ہے اور ایمان مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے آسمان و زمین کی پیدائش میں بھی اگر غور کرو تو ایک نئی شان ہے۔ دوسرے سیاروں کو تو ابھی ہم نے دُور سے ہی دیکھا ہے اور سائنسدانوں نے کچھ اپنے علم کے مطابق کچھ اندازے لگا کر، کچھ دھندلی سی تصویریں دیکھ کر ہمیں ان کے بارہ میں بتایا لیکن ان کی گہرائی کا ہمیں پتا نہیں لیکن یہ زمین جو ہے، جس میں خدا تعالیٰ نے ہمیں آباد کیا اس زمین میں ہی عجیب عجیب نظارے اللہ تعالیٰ کی قدرت اور صنّاعی کے نظر آتے ہیں۔ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ کی شان اور پھر اس پر جب ہم دیکھتے ہیں کہ یہ آیات جو اُس زمانے میں آج سے 14، 15 سو سال پہلے عرب کے صحرا میں ایک ایسے انسان پر اتریں جس کو دنیا کا علم نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے اپنی کتاب اتار کر، اپنا کلام اتار کر اسے کامل انسان بنا دیا تھا۔ اس نے پھر ہمیں بتایا اور پھر یہ بات بے اختیار اسلام کی سچائی اور آنحضرت ﷺ کی سچائی پر ایک یقین قائم کرتی ہے کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اُس زمانے میں جب سائنس کو ترقی نہیں تھی، اُس وقت زمین اور آسمان کی پیدائش کے بارے میں بڑے گہرے گہرے راز بتائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان چیزوں کو دیکھ کر جو ایک مومن انسان ہے پھر یہ بے اختیار کہتا ہے کہ مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ اے اللہ تعالیٰ تو نے ساری چیزیں ایسی پیدا کی ہیں جو جھوٹ نہیں ہیں۔ پس ہمیں کبھی ایسا نہ بنا جو اس کو جھوٹ سمجھنے والے ہوں، غلط سمجھنے والے ہوں۔ اور پھر ہم اس کی وجہ سے تیری عبادت سے بے اعتنائی کرنے والے ہوں۔ تیری عبادت نہ کرنے والے ہوں اور نتیجۃً پھر تیرے عذاب کے مورد بنیں۔

پس قرآن شریف جو ہم پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی سائنس کے بارے میں یہ چیزیں اور اپنی پیدائش کے بارہ میں جب ان آیات پر غور کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ پر ایمان اور مضبوط ہوتا ہے اور اسلام کی سچائی اور زیادہ ہم پر واضح ہوتی ہے۔ پس ہر احمدی کو اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی پیدائش کی ہے وہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کے وجود کا ایک ثبوت ہے۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نہیں ہے اگر وہ دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کی زمین پر ہی بے شمار مخلوق ہے جو اللہ تعالیٰ کے وجود کی نشاندہی کر رہی ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ”قرآن کریم میں ان لوگوں کو جو عقل سے کام لیتے ہیں اولوالالباب فرمایا ہے۔ پھر اس کے آگے فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ...... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دوسرا پہلو بیان کیا ہے کہ اولوالالباب اور عقل سلیم بھی وہی رکھتے ہیں جو اللہ جلّشانہٗ کا ذکر اُٹھتے بیٹھتے کرتے ہیں۔ یہ گمان نہ کرنا چاہئے کہ عقل و دانش ایسی چیز ہیں جو یونہی حاصل ہو سکتی ہیں۔ نہیں بلکہ سچی فراست اور سچی دانش اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کئے بغیر حاصل ہی نہیں ہو سکتی“۔ حقیقی عقل اسی کو ملتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا ہے اس سے مدد مانگتا ہے اور اس کی صنّاعی پر، اس کی مخلوق پر، اس کی پیدائش پر غور کرتا ہے۔ فرمایا کہ ”اسی واسطے تو کہا گیا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو“۔ مومن جو ہے وہ بڑا فراست والا ہوتا ہے۔ ”کیونکہ وہ الٰہی نور سے دیکھتا ہے۔ صحیح فراست اور حقیقی دانش جیسا میں نے ابھی کہا کبھی نصیب نہیں ہو سکتی جب تک تقویٰ میسر نہ ہو۔ اگر تم کامیاب ہونا چاہتے ہو تو عقل سے کام لو۔ فکر کرو، سوچو۔ تدبر اور فکر کے لئے قرآن کریم میں بار بار تاکیدیں موجود ہیں۔ کتاب مکنون اور قرآن کریم میں فکر کرو اور پارسا طبع ہو جاؤ۔ جب تمہارے دل پاک ہو جائیں گے اور ادھر عقل سلیم سے کام لو گے اور تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے پھر ان دونوں کے جوڑ سے وہ حالت پیدا ہو جائے گی کہ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تمہارے دل سے نکلے گا“۔ اس وقت جب یہ چیزیں ہوں گی کہ تقویٰ کی راہوں پہ قدم مارو۔ عقل سے کام لو، خدا تعالیٰ کی طرف جھکو۔ قرآن کریم پر غور و فکر کرو تو تب حقیقت میں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا کا مطلب سمجھ آئے گا اور پھر دل سے یہ دعا نکلے گی سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اے اللہ تو پاک ہے۔ ہماری غلطیوں کو معاف کر، ہمارے گناہوں کو معاف کر۔ ہمیں ہمیشہ ان راہوں پر چلا جو تیری رضا کی راہیں ہیں تا کہ ہم آگ کے عذاب سے بچتے رہیں۔ فرمایا تمہارے دل سے بھی یہ آواز نکلے گی ”اُس وقت سمجھ آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے“۔ یہ ہے صحیح حقیقت۔ جب انسان ان باتوں کو سمجھتا ہے تب اللہ تعالیٰ جو صانع حقیقی ہے۔ جو ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اس کا ثبوت تمہارے سامنے آ جائے گا۔ فرمایا ”اس وقت سمجھ میں آ جائے گا کہ یہ مخلوق عبث نہیں بلکہ صانع حقیقی کی حقانیت اور اثبات پر دلالت کرتی ہے تا کہ طرح طرح کے علوم و فنون جو دین کو مدد دیتے ہیں ظاہر ہوں“۔

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد دوم، زیر سورۃ آل عمران آیت 191-192 ، صفحہ 197-198)

یہ جو علوم ہیں یہ بھی دین کی مدد کے لئے ہیں اور یہ بھی اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو عقل دی ہے اس کی وجہ سے انسان حاصل کرتا ہے۔ آج سائنس میں بڑی ترقی ہے۔ یہ ترقی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں پہلے بیان کر دی تھی کہ ایک وقت میں ہو گی اور انسان دنیا میں بھی ہر علم میں ترقی کرے گا لیکن اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ سائنسدانوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بھی جب غور کرتے ہیں تو ان پر بھی ایک دفعہ ایسی کیفیت طاری ہو جاتی ہے جو الہامی کیفیت ہوتی ہے، چاہے وہ اس وقت خدا سے مانگ رہے ہوں یا نہ مانگ رہے ہوں۔ محنت، توجہ اور شوق ہوتا ہے پھر ایک چیز کی لگن ہوتی ہے اور اس کے لئے پھر لاشعوری طور پر اللہ تعالیٰ سے مدد بھی مانگ رہے ہوتے ہیں۔ اس وقت پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے راستے کھولتا ہے اور ان کو نئے راستے دکھاتا ہے۔

اللہ کرے کہ ہم صحیح رنگ میں اس کے عبادت گزار بھی بنیں اور اس کی پیدائش کو دیکھ کر اس پر غور کرتے ہوئے اس کے وجود پر ایمان مضبوط سے مضبوط تر کرتے چلے جانے والے ہوں۔

جماعت احمدیہ سیرالیون کے 48ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

نمائندہ صدر مملکت سیرالیون، وزراء مملکت، ممبران پارلیمنٹ، 14 پیراماؤنٹ چیفس، چیفڈم سپیکرز، 13 قبائلی سردار، 30 سیکشن چیفس، 250 سے زائد اعلیٰ حکومتی عہدیداران، قبائلی سردار، متعدد غیراز جماعت آئمہ کرام اور عیسائی لیڈروں کی شرکت

395 جماعتوں سے 15800 احباب کی شمولیت۔

جلسہ میں شمولیت کے لئے 87 نوجوان سائیکلوں پر آئے۔ 1000 سے زائد غیراز جماعت دوستوں کی شمولیت

(رپورٹ: رضوان احمد افضل ۔ مبلغ سلسلہ)

جلسہ گاہ کی تیاری اور دوسرے انتظامات کے لئے تقریباً ایک ماہ قبل کام کا باقاعدہ آغاز کر دیا گیا تھا۔ امسال حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کو مرکزی مہمان کے طور پر سیرالیون بھجوایا۔ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب کو سیرالیون میں بطور پرنسپل و مبلغ سلسلہ 15 سال خدمات کی توفیق ملی۔ آپ کی آمد سے جلسہ میں ایک خاص رونق اور جوش پیدا ہوا۔ آپ کے پرانے شاگرد اور احباب جماعت سیرالیون آپ کو اپنے درمیان دیکھ کر اور مل کر بہت خوش تھے۔ سب ہی حضور انور کی اس شفقت پر بے حد شکر گزار تھے۔

جلسہ سالانہ حسب سابق احمدیہ سیکنڈری سکول Bo کے کمپاؤنڈ میں منعقد ہوا۔

مورخہ 4 فروری کو ہی جلسہ کے مہمان آنا شروع ہو گئے۔ 5 فروری کو جوق در جوق احمدی گاڑیوں پر بینرز اور پوسٹرز لگائے مختلف اطراف سے Bo شہر میں داخل ہونا شروع ہو گئے۔ شہر کی فضا نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ جلسہ کی وجہ سے سارے شہر میں ایک خاص ماحول بنا ہوا تھا۔ گاڑیوں میں سوار مرد و زن بلند آواز سے درود شریف پڑھتے ہوئے اور نعرے لگاتے ہوئے کمپاؤنڈ کی طرف آرہے تھے۔ اس طرز عمل کا شہر کے مسلمان طبقے پر بہت اچھا اثر ہوا۔

پہلا دن 6 رفروری بروز جمعۃ المبارک

10:00 بجے جلسہ کی کاروائی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ مرکزی مہمان مکرم مبارک احمد طاہر صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ محترم امیر صاحب سیرالیون مولانا سعید الرحمٰن صاحب نے سیرالیون کا جھنڈا لہرایا۔

چند لمحوں کے بعد صدر مملکت کے نمائندہ وزیر داخلہ آنریبل داؤدا کمارا بھی پہنچ گئے۔ ان کا استقبال مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر و مشنری انچارج سیرالیون، مکرم مبارک احمد طاہر صاحب اور دیگر احباب نے کیا۔ وزیر داخلہ کی آمد پر جلسہ گاہ نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھی۔ آپ کے ہمراہ بعض دوسرے منسٹرز اور ممبرز آف پارلیمنٹ بھی تشریف لائے۔

مہمانوں کے آنے کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد ویلکم ایڈریس مکرم کبیرو مانسرے صاحب پرنسپل جونئیر احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول نے پیش کیا۔

مرکزی مہمان مکرم مبارک احمد طاہر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ کا پیغام پڑھ کر سنایا جو حضور انور ایدہ اللہ نے خاص طور پر اس موقع پر ازراہ شفقت ارسال فرمایا تھا۔ پیغام کے آغاز میں جب مکرم مبارک احمد صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ کی جانب سے السلام علیکم کا تحفہ پہنچایا تو احباب جماعت نے نہایت گرم جوشی سے جواب دیا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اپنے پیغام میں فرمایا کہ جلسہ روحانی برکات سے مالا مال ہے۔ جلسہ کے شاملین میں سے ہر ایک کو چاہئے کہ اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔ ایک دوسرے سے پیار اور ایک دوسرے کا لحاظ اپنے اندر پیدا کریں۔ دعاؤں میں اپنے آپ کو مزید بڑھائیں۔ اللہ کا خوف اپنے آپ میں پیدا کریں اپنے اعمال اور رویے میں نیکی پیدا کریں۔

اس پیغام کے آخر پر مکرم مبارک احمد طاہر صاحب نے سیرالیون کے ساتھ اپنی جذباتی وابستگی کا بھی ذکر فرمایا۔

☆...... سیرالیون پیپلز پارٹی کے نیشنل چیئرمین Alhaji U N S Jah نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ سیرالیون بلکہ دنیا بھر میں جماعت احمدیہ کا وجود بنی نوع انسان کے لئے بہت مفید ہے۔ آپ نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ **سیرالیون میں ایجوکیشن کے میدان میں جو ترقی آج نظر آرہی ہے وہ جماعت احمدیہ کی ہی مرہون منت ہے۔**

☆...... سیرالیون کی مذہبی کونسل کے چیئرمین Bishop J C Humper نے جماعت کے اس جلسہ میں ان کو دعوت دینے کا بہت شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یقینی طور پر یہ ایک بہت بڑی کانفرنس ہے۔ جس میں مسلمان مل جل کر بھائی چارے کے ساتھ اسلام کی باتیں سن رہے ہیں۔ انہوں نے جماعت کی ملک بھر میں سوشل اور ایجوکیشنل سروسز کا بھی ذکر کیا۔

☆...... اس کے بعد صدر مملکت کے نمائندہ وزیر داخلہ نے تمام وزراء کی نمائندگی میں خطاب کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں جماعت احمدیہ کو ملک کی سماجی، مذہبی اور معاشی ڈویلپمنٹ میں نمایاں کردار ادا کرنے پر مبارکباد دی۔ **آپ نے مزید کہا کہ جماعت احمدیہ کی کوششیں اتحاد، محبت اور بھائی چارے کا مکمل نمونہ ہیں۔ ایجوکیشن کے میدان میں جماعت کی خدمات کی نمایاں چھاپ ہے۔ جماعت کے ملک بھر میں سب سے زیادہ سکول ہیں اور ان سکولوں سے ہونہار طلباء ملک و قوم کی خدمت میں مصروف ہیں۔** آپ نے دوسرے مشنز کو بھی توجہ دلائی کہ جماعت احمدیہ کے کام کے انداز اور نمونہ کو دوسرے مشنز کو بھی اپنانا چاہئے۔ آپ نے گورنمنٹ آف سیرالیون کی طرف سے جماعت کو ہر قسم کے تعاون کی یقین دہانی کروائی۔ سیرالیون میں ہمیشہ گورنمنٹ نے جماعت کی مدد کی ہے تاکہ جماعت اپنے اچھے کام جاری رکھے۔ آپ نے کہا کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کو اس قدر منظّم آج انہوں نے صرف جماعت احمدیہ کے پلیٹ فارم پر ہی دیکھا ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ جب سے انہوں نے سیاسی زندگی شروع کی ہے آج تک ایسی منظّم روحانی پُرجذب کانفرنس نہیں دیکھی۔

آخر پر مکرم امیر صاحب سیرالیون مولانا سعید الرحمٰن صاحب نے معزز مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اختتامی دعا کروائی۔ اس طرح پہلا اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

پہلے اجلاس کے بعد مہمان خصوصی نے شاملین جلسہ کے ساتھ نماز جمعہ میں شرکت کی۔ مہمانوں میں بعض عیسائی بھی تھے مگر سب نے نماز جمعہ میں شرکت کی۔ خطبہ جمعہ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب نے دیا۔ آپ نے اسلام ایک پر امن مذہب ہے کے بارے میں قرآن و حدیث کی روشنی میں بہت احسن رنگ میں خطاب فرمایا۔ آپ نے بتایا کہ اسلام گھر سے امن کا پیغام شروع کرتا ہے۔ میاں بیوی کو پرامن طریق سے رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اگر گھر سے ایک بچے کو یا بڑے کو امن کا پیغام ملے گا تو یہی پیغام کو معاشرے میں پھیلائے گا۔ اس طرح معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے گا۔ اسلام بنیاد کو درست کرتا ہے تاکہ عمارت صحیح کھڑی ہو۔ تمام منسٹرز اور اعلیٰ شخصیات نے ہمارے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔

دوسرا اجلاس

دوسرا اجلاس مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مرکزی نمائندہ کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد معزز مہمانوں نے اپنے بیانات میں جماعت احمدیہ کی ایجوکیشن کے میدان میں خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ملک میں مختلف شعبہ ہائے زندگی میں احمدیہ سکولوں کے طلباء اپنا مثبت کردار ادا کر رہے ہیں۔ ان میں وزراء بھی شامل ہیں اور مختلف ڈیپارٹمنٹس کے افسران بھی ہر ایک اپنی اپنی جگہ احمدیہ سکولوں سے سیکھنے والے ڈسپلن اور اچھی روایات کو قائم کرنے میں مصروف ہے۔

اس سیشن میں کل دو تقاریر ہوئیں۔ جن میں مولوی المامی احمد سیسے نے "تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر بہت ہی عمدہ انداز میں میں تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں قرآن و حدیث کی روشنی میں اس بات کی وضاحت کی کہ بچے والدین کے پاس خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک امانت ہوتے ہیں۔ والدین کا یہ فرض ہے کہ اس امانت کی حفاظت کریں۔

مکرم طاہر محمود عابد صاحب مربی سلسلہ نے "جماعت احمدیہ کی انسانیت کے لئے خدمات" کے حوالے سے تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ خلافت کے زیرسایہ ساری دنیا میں خدمت خلق کے کاموں میں مصروف ہے۔ جہاں کہیں بھی دکھی انسانیت مشکلات میں مبتلا ہے وہاں جماعت احمدیہ کے کارکنان خدمت انسانیت میں مصروف ہیں۔ دعا کے بعد یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

دوسرا دن پہلا اجلاس

جلسہ کے دوسرے دن پہلے اجلاس کا آغاز 9:45 بجے ہوا۔ یہ اجلاس نائب امیر اول مکرم ڈاکٹر الحاج ادریس بنگورہ صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد **پرمانینٹ سیکرٹری پریذیڈنٹ ہاؤس مسٹر ایم ایس کپیے نے اپنے بیان میں بتایا کہ وہ احمدیہ سکول کے پڑھے ہوئے ہیں اور وہ اس بات پر نازاں ہیں کہ وہ احمدیہ سکول کے پڑھے ہوئے ہیں۔ کیونکہ آج جو پوزیشن ان کے پاس ہے وہ اسی تربیت کا نتیجہ ہے جو انہیں احمدیہ سکول سے ملی۔** آپ نے سکول کی بعض یادوں کا بھی ذکر کیا کہ کس طرح ان کے ٹیچرز ان کی دیکھ بھال کرتے تھے اور ان کی پڑھائی کے ساتھ ان کے کردار کی بھی تعمیر کرتے تھے۔

آپ کے بعد فری ٹاؤن سٹی کونسل کے ڈپٹی مئیر جو کہ احمدیہ سکول کے فارغ التحصیل ہیں نے خطاب کیا۔ آپ نے سٹیج پر آتے ہی پہلے چند نعرے لگوائے اور اپنے سکول کے دنوں کی یاد تازہ کی۔ (سیرالیون میں احمدیہ سکولوں کے طلباء زندہ باد کے نام سے بھی پہچانے جاتے ہیں کیونکہ ہمارے سکولوں کے طلباء کھیلوں وغیرہ کے موقع پر نعرے لگاتے ہیں) ڈپٹی مئیر صاحب نے بھی اپنی ترقی اور اپنی اعلیٰ تعلیم کو احمدیہ سکول کی تربیت کا نتیجہ قرار دیا اور دوسروں کو بھی ترغیب دی کہ احمدیہ سکولوں میں تعلیم حاصل کر کے دوسرے لوگ بھی اعلیٰ مقام حاصل کر سکتے ہیں۔

اس سیشن میں سیرالیون کے احمدیہ سکولوں اور طلباء کو اعلیٰ پرفارمنس پر سرٹیفکیٹس اور انعامات دیئے گئے۔ ان میں پرائمری اور سیکنڈری ہر دو طرح کے سکولوں کے ہیڈ ٹیچرز، اساتذہ اور پرنسپلز اور طلباء شامل تھے۔ مہمانوں میں سے ڈپٹی مئیر فری ٹاؤن، مکرم مبارک احمد طاہر صاحب مرکزی نمائندہ، ڈپٹی امراء اور بعض دوسرے مہمانوں نے اعزاز پانے والوں میں انعامات اور سرٹیفکیٹس تقسیم کئے۔

اس سیشن میں پہلی تقریر پیراماؤنٹ چیف محمد بانیاں نے کی۔ آپ نے "اسلامی جہاد کی حقیقت" کے بارہ میں بہت ہی عمدہ انداز میں تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ اسلام میں جہاد کے معنی صرف یہی نہیں کہ تلوار اٹھاؤ اور دشمنوں کو ختم کر دو۔ حضرت محمدﷺ تو فرماتے ہیں کہ ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف آرہے ہیں جو کہ نفس کا جہاد ہے۔ مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے گروہ نے اپنے مذموم مقاصد کیلئے اسلام کا نام استعمال کیا ہوا ہے اور اس قسم کے جہاد اور خودکش حملے شروع کئے ہوئے ہیں اور اسلام کا نام بدنام کیا جا رہا ہے۔ مسلمانوں کی بڑی تعداد اس قسم کے جہاد کی قائل نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ گزشتہ 100 سال سے اس قسم کے جہاد کے خلاف ہے اور آج بھی پُرامن پرچار کی حمایتی ہے۔ کیونکہ دہشت گردی یا دہشت گرد اسلام کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا مگر ایک اچھا مسلمان اپنے عمل اور نمونے سے کئی لوگوں کو متاثر کر کے انہیں مسلمان کر سکتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بتائے ہوئے معنی کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے ان کے مطابق اپنے نفس کا جہاد اور قلم سے جہاد کرنا ہوگا۔

دوسری تقریر مکرم محمد نعیم اظہر صاحب مربی سلسلہ کی تھی۔ آپ نے "معاشرہ میں دیانت داری اور سچائی کی اہمیت" کے بارہ میں تقریر کی۔ آپ نے قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات کی روشنی میں بڑی وضاحت سے بتایا کہ انہی دو خصوصیات کی وجہ سے کسی بھی اچھے معاشرے کی بقا ممکن ہے۔ اگر کسی معاشرے سے یہ دو خصوصیات ناپید ہو جائیں تو وہ معاشرہ تباہی کی راہ پر چل

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پڑتا ہے۔گھر سے لے کر آفس تک، گورنمنٹ کے کاموں سے لے کر عام آدمی کی زندگی تک ہر کام انہی خصوصیات سے جڑا ہوا ہے۔ملکوں کی ترقی اور عام آدمی کی بہتری اسی میں پوشیدہ ہے۔اس لئے ہمیں چاہیے کہ ان دو خصوصیات کو بڑی شدت اور پابندی سے اپنائیں اور ان کے بارے میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بتائیں۔

اس سیشن کی آخری تقریر مولوی نورالدین سیسے کی تھی۔آپ نے آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کے بارہ میں جماعت احمدیہ کے موقف کی وضاحت کی۔آپ نے بتایا کہ جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جو آنحضرت ﷺ کو صحیح معنوں میں خاتم النبیین مانتی ہے۔نبیوں کا سردار ہونے میں آپ کی شان ہے۔آخر میں آنے میں آپ کی کسی بھی فضلیت کا اظہار نہیں ہوسکتا۔ان معنوں کی وجہ سے بلکہ عیسائیوں کے حملوں کے آگے مسلمان بے بس ہیں۔صرف حضرت مسیح موعودؑ کے بتائے ہوئے معنوں سے ہی اسلام وقار پا سکتا ہے۔اور حضرت محمد ﷺ کا جھنڈا دنیا میں لہرا سکتا ہے۔دعا کے ساتھ یہ سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔

دوسرا دن دوسرا اجلاس

نماز ظہر وعصر کے بعد دوسرے اجلاس کا آغاز ہوا۔یہ اجلاس نائب امیر دوم الحاج علیو ایس دین صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد اس سیشن میں کل 3 تقاریر ہوئیں۔پہلی تقریر معلم منیر ابوبکر صاحب نے کی ۔آپ نے ''حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسولؐ'' کے عنوان پر تقریر کی جس میں آپ نے مختلف واقعات کی روشنی میں حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول واضح کیا۔آپ نے لیکھرام پشاوری کا واقعہ بھی بیان کیا جس میں اس نے حضرت مسیح موعودؑ کو سلام کیا اور آپ نے اسے جواب نہ دیا جب اس نے دوسرے یا تیسری دفعہ سلام کیا اور جواب نہ ملا تو ایک صحابی نے حضورؑ کو بتایا کہ لیکھرام سلام کرتا ہے تو آپؑ نے فرمایا کہ ہمارے آقا کو تو گالیاں دیتا ہے اور ہمیں سلام کرتا ہے؟ آپ کی دینی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ اس دشمن اسلام کے سلام کا جواب دیں۔

دوسری تقریر مسٹر اسماعیل نالو صاحب پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول بوٹاؤن کی تھی ۔آپ نے ''مالی قربانی کی اہمیت اور جماعت کا مالی نظام'' کے بارہ میں وضاحت کی۔آپ نے قرآن وحدیث کی روشنی میں مالی قربانی کی اہمیت کو بیان کیا۔آپ نے بتایا کہ مالی قربانی کے نتیجہ میں ہی روحانی ترقیات تیزی سے ہوتی ہیں ۔حضرت ابوبکرؓ نے اپنے گھر کا سارا سامان خدا تعالیٰ کے رستے میں قربان کر دیا اور پوچھنے پر کہا کہ گھر میں خدا اور اس کے رسول کو چھوڑ آیا ہوں۔اس قسم کا توکّل ہر احمدی میں پیدا ہونا چاہئے تا وہ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے سکے۔آپ نے حضور انور ایدہ اللہ کی وصیت کے بارے میں تحریک کا بھی ذکر کیا اور احباب جماعت کو زیادہ سے زیادہ نظام وصیت میں شامل ہونے کی ترغیب دلائی۔

اس سیشن کی آخری تقریر مسٹر آئی ایس ایم سیسے نے کی۔آپ نے ''جلسہ سالانہ کی اہمیت'' کے بارہ میں شاملین جلسہ کو بتایا۔آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ کی ان دعاؤں کا بھی ذکر کیا جو آپ نے جلسہ کے شاملین کے لئے فرمائیں ۔آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں جلسہ کی غرض وغایت بھی بیان کی کہ احمدیہ جماعت کے ممبران ایک دوسرے سے ملیں ۔تقویٰ کی راہوں کو تلاش کریں اپنے اندر نیکی اور ہمدردی پیدا کریں اور بھائی چارے کا بہترین نمونہ بنیں۔ اس آخری تقریر کے بعد دعا ہوئی اور دعا کے بعد یہ اجلاس اختتام کو پہنچا۔

اختتامی اجلاس

یہ اجلاس 10:00 بجے صبح شروع ہوا۔یہ اجلاس مکرم محترم مبارک احمد طاہر صاحب مرکزی نمائندہ کی صدارات میں شروع ہوا۔تلاوت مولوی ابراہیم کمارا نے کی جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کا قصیدہ فی مدح حضرت خیرالانام ﷺ مکرم میر وسیم الرشید صاحب مربی سلسلہ نے پڑھا۔

اس سیشن میں پہلی تقریر مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر ومشنری انچارج سیرالیون نے کی۔آپ نے ''آنحضرت ﷺ کے دشمنوں سے حسن سلوک'' کے بارہ میں حاضرین جلسہ کو تفصیل سے بتایا۔بڑھیا کا سامان اٹھائے جارہے ہیں، سارا راستہ وہ آپ کو ہی برا بھلا کہتی ہے مگر یہ شفقت کا شہزادہ اسے اس کی منزل تک پہنچاتا ہے اور جب وہ بڑھیا آپ کا نام پوچھتی ہے اور آپ کا نام معلوم ہونے پر وہ فوراً آپ پر ایمان لے آتی ہے۔آپ کے پیاروں کا خون پینے والے، آپ ﷺ کے صحابہ کو اور آپ ﷺ کو ایذا دینے والے جب آپ کے رحم وکرم پر آتے ہیں تو آپ فوراً انہیں خدا کی خاطر معاف کر دیتے ہیں ۔اسی قسم کے بہت سے واقعات بتا کر آپ نے حضور ﷺ کے اسوہ کے اس پہلو کو اجاگر کیا۔

اختتامی خطاب محترم مبارک احمد طاہر صاحب مرکزی نمائندہ نے فرمایا ۔آپ نے اپنے خطاب میں ''اطاعت نظام جماعت'' کے موضوع پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔آپ نے قرآن وحدیث کے حوالوں سے اس بات کی وضاحت کی کہ اسلام کسی بھی صورت میں اطاعت سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا ۔اگر بالفرض کسی بات میں اختلاف رائے ہو بھی جائے تو پہلے اطاعت کا ہی حکم ہے بعد میں اپنی بات کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔

اس اختتامی تقریر کے بعد محترم امیر صاحب نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا۔جانے والوں کو تحمل کے ساتھ سفر کی تلقین کی۔آپ نے خلافت کی نئی صدی کے اس پہلے جلسے کے کامیاب انعقاد پر سب حاضرین کو مبارکباد بھی دی۔دعا کے ساتھ یہ تین دن کا بابرکت دورانیہ اپنی برکتوں کو پھیلاتا ہوا اختتام پذیر ہوا۔الحمدللہ

حاضری جلسہ

جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضری بڑھنے کا جو سلسلہ گزشتہ سالوں سے شروع ہوا تھا وہ امسال بھی جاری رہا۔ گزشتہ سال جلسہ سالانہ کی حاضری **14,000** سے زائد تھی ۔ جبکہ امسال جلسہ سالانہ کے موقع پر حاضری **15,800** سے زائد رہی ۔ جو کہ ایک ریکارڈ ہے ۔ جلسہ میں **12** ریجنز کی **395** جماعتوں نے شرکت کی ۔ جلسہ کی بڑی برکت جو گزشتہ سال شروع ہوئی نو مبائعین کی بڑی تعداد میں شرکت ہے ۔اس جلسہ میں **1000** سے زائد غیر احمدی احباب نے بھی شرکت کی۔

سائیکلوں پر جلسہ میں شرکت

حضور انور ایدہ اللہ کے ارشاد کی روشنی میں **87** نوجوانوں نے دارو اور کینما ریجن سے دو دن کا سفر سائیکلوں پر کر کے جلسہ میں شمولیت اختیار کی۔سڑکوں کی خراب حالت، پرانی سائیکلیں اور نامساعد حالات کے باوجود ان نوجوانوں نے پیارے آقا کی خوشنودی کے لئے اس سفر میں حصہ لیا۔بعض نوجوان جن کے پاس اپنی سائیکلیں نہیں تھیں انہوں نے کرائے پر سائیکلیں لیں ۔ سب نوجوان جلسہ میں شمولیت کی وجہ سے بہت خوش تھے۔

لجنہ اماء اللہ اجلاس

دوسرے دن کے دوسرے اجلاس میں خواتین اور مردوں کے الگ الگ اجلاسات ہوئے ۔ خواتین کے اجلاس کی صدارت سسٹر سلمہ کالوں ایکٹنگ صدر لجنہ نے کی۔ تلاوت ونظم کے بعد سسٹر سلمہ کالوں نے ''اسلامی پردہ'' کے عنوان پر تقریر کی۔آپ نے اپنی تقریر میں خواتین کو پردے کی اہمیت کے بارے میں بتایا۔آپ نے قرآنی آیات اور احادیث سے اپنی تقریر کو مزین کیا۔

سسٹر سونگو نے اپنی تقریر میں سوسائٹی میں عورتوں کے کردار کے بارے میں وضاحت کی۔آپ نے بتایا کہ ایک تعمیری اور اچھے معاشرے کے لئے عورت کا کردار نہایت اہم ہے۔عورت نے ہی بچے کی پرورش گھر میں کرنی ہوتی ہے اگر اچھی مائیں ہوں گی تو اچھا معاشرہ پروان چڑھے گا۔

سسٹر نالو نے عورتوں کے لئے تعلیم کی اہمیت کے بارے میں تقریر کی۔آپ نے بتایا کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر مسلمان مرد اور عورت کے لئے علم کا حصول ضروری ہے۔اس لئے ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہئے کہ لڑکیوں کو تعلیم دلوانا ضروری نہیں ہے۔اگر ہمیں پڑھا لکھا معاشرہ پروان چڑھانا ہے تو ہمیں اپنی عورتوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا ہوگا۔

لجنہ نے اختتامی خطاب کے لئے مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ سیرالیون کو دعوت دی۔محترم امیر صاحب نے پردہ کے اہتمام کے ساتھ یہ خطاب فرمایا جس میں آپ نے لجنہ کو اپنی تنظیم کو فعال کرنے کی طرف توجہ دلائی۔آپ نے انہیں مختلف مثالوں سے بتایا کہ کس طرح لجنہ اماء اللہ کی تنظیم دنیا بھر میں مستعدی سے کام کر رہی ہے۔مساجد بنا رہی ہے ۔تراجم میں مصروف ہے۔سیرالیون کی لجنہ کو بھی اپنی تنظیم کو فعال کرنا چاہئے اور مستعدی سے کام کا آغاز کر دینا چاہیے۔آپ نے عورتوں کی مختلف قربانیوں کا بھی ذکر فرمایا کہ کس طرح عورتوں نے دین کی خاطر اور اسلام کا علم بلند رکھنے کے لئے مالی قربانیوں کا مظاہرہ کیا۔دعا کے ساتھ یہ سیشن اپنے اختتام کو پہنچا۔

ویڈیو پروگرامز

جمعہ اور ہفتہ کی شب بعد از نماز مغرب وعشاء پروجیکٹر کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ کے مختلف پروگرام احباب جماعت کو دکھائے گئے جنہیں بہت دلچسپی اور توجہ سے سب نے دیکھا اور سنا۔

میڈیا کورج

جلسہ کے آغاز سے قبل ٹیلی ویژن اور اخبار کے ذریعہ لوگوں کو جلسہ کے بارے میں آگاہ کیا گیا۔

جلسہ کے پہلے سیشن کی Live کارروائی سیرالیون کے نیشنل ریڈیو کے علاوہ 2 دوسرے ریڈیوز پر نشر کی گئی۔ اسی طرح یہ کارروائی احمدیہ مسلم ریڈیو پر بھی لائیو نشر ہوئی۔ احمدیہ مسلم ریڈیو پر جلسہ کے تینوں دن کے پروگرامز لائیو نشر کیئے گئے۔جلسہ کے تینوں دن 8 میڈیا ہاؤسز کے نمائندگان جلسہ کی کارروائی کی کوریج کرتے رہے۔جلسہ کے دنوں میں اور جلسہ کے بعد اخبارات میں اس بارے میں رپورٹس آتی رہی ہیں ۔ان رپورٹس کے ذریعہ لاکھوں آدمیوں تک جماعت کا پیغام پہنچا۔جلسہ کے دوسرے دن شام کو 4 میڈیا ہاؤسز کے نمائندگان نے مکرم مبارک احمد طاہر صاحب کا انٹرویو بھی کیا۔

بیعتیں

جلسہ میں شامل ہونے والے غیر از جماعت دوستوں میں سے **200** افراد کو جلسہ میں شمولیت کی بدولت قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

بک سٹال

جلسہ کے موقع پر بک سٹال کا بھی اہتمام کیا گیا جہاں جماعتی کتب رکھی گئی تھیں ۔ اسی طرح امسال شائع ہونے والا جماعت احمدیہ کا کیلنڈر بھی رکھا گیا۔جس میں حضور انور ایدہ اللہ کی تصویر شائع کی گئی ہے۔جلسہ کے موقع پر مرکزی ومقامی لٹریچر **ایک ملین** لیونز سے زائد کا فروخت ہوا۔

پرنسپلز و ہیڈ ٹیچرز کانفرنس

جلسہ کے دوسرے دن بعد نماز عشاء ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے ماتحت احمدیہ مسلم سکولز کے ٹیچرز کا ایک اہم اجلاس ہوا ۔ جس میں محترم مولانا سعید الرحمٰن صاحب امیر جماعت سیرالیون اور مرکزی مہمان مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں نے بطور چیئرمین شرکت کی ۔اس میٹنگ میں سکولوں کے رزلٹ اور کارکردگی کے بارے میں تفصیلی جائزہ لیا گیا۔اس اجلاس میں **500** سے زائد اساتذہ نے شرکت کی۔

نصرت جہاں بورڈ کی میٹنگ

جلسہ کے دوسرے دن دوپہر کو نصرت جہاں بورڈ سیرالیون کی میٹنگ مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں کے ساتھ ہوئی۔جس میں سیرالیون میں جماعتی کلینکس اور سکولوں کی کارکردگی کے بارے میں جائزہ لیا گیا۔

گنی کناکری سے وفد کی شمولیت

جلسہ میں ہمسایہ ملک گنی کناکری جو کہ سیرالیون جماعت کے سپرد ہے سے مکرم طاہر محمود عابد صاحب مبلغ سلسلہ گنی کناکری کی سربراہی میں 11 رکنی وفد نے شرکت کی۔

قارئین کرام کی خدمت میں دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ سیرالیون کو خلافت احمدیہ کی دوسری صدی میں پہلے سے بڑھ کر ترقیات سے نوازے اور جماعت کی تربیت کے لئے مزید ثمر آور پروگرامز کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

☆☆☆ ☆☆ ☆☆☆

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

پادری سموئیل مارینس زویمر

Samuel Marinus Zwemer

(ولادت:12اپریل1867۔وفات:2اپریل1952)

(مرسلہ:ریسرچ سیل۔ربوہ)

☆......یہ ڈاکٹر (سموئیل زویمر) صاحب عیسائیوں میں سب سے زیادہ اسلام کے متعلق واقفیت رکھنے کے مدعی ہیں۔(المصلح موعودؓ)

☆......"جدیداسلام" جماعت احمدیہ کے ذریعے سے یورپ وامریکہ میں مضبوط ہورہاہے۔(زویمر)

☆......(احمدیت) ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کوممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیاہے اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کواپنی جگہ سے ہلادیتاہے۔(زویمر)

☆......زویمر کی تبلیغ سے عیسائیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد" اس کی چالیس سالہ محنت اور خدمت کے باوجود شائد ایک درجن سے زیادہ نہ بڑھ سکی۔"

(Ruth A. Trucker)

☆......پادری آخر پادری ہوتاہے نیش زنی سے باز نہیں رہ سکتا۔(المصلح الموعودؓ)

☆...... اسلام کی طرف عیسائیت کے نمائندے کا خطاب پانے والا یہ امریکی پادری متنوع موضوعات پر اندازاً44 چھوٹی بڑی کتب کا مصنف، مناظر، سیاح، رسائل کا ایڈیٹر اور پروفیسر تھا۔

پادری سموئیل مارینس زویمر کی پیدائش 12اپریل1867 میں مشی گن (امریکہ) کے شہر Vriesland میں ہوئی۔ان کو اسلام کی طرف عیسائیت کے نمائندے کا خطاب دیا گیا، وہ ایک امریکی پادری تھے۔ان صاحب کوامریکہ میں مذاہب عالم کے ایک قابل پروفیسراورایک جفاکش سیاح اورمعروف صاحب قلم کےطور پربھی جانا جاتاہے۔ان کے تعلیمی ریکارڈ سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے 1887ء میں مشی گن کے شہر Holland کے Hope College سے گریجوایشن مکمل کی اور پھر وہ New Brunswick میں 1890ءتک اسی شہر کی ایک Theological Seminary میں زیرتعلیم رہے۔Reformed Church میں بطور پادری کام کرنے سے پہلے وہ 1891ء سے1905 تک بصرہ اوردیگرعرب علاقوں میں مشنری کاموں پرمتعین رہے۔اس عرصہ میں زویمر نے ایشیا کے طول وعرض میں سیاحت کا سلسلہ بھی جاری رکھا اورشائد اسی سبب سے ان کا انتخاب بطور ممبر رائل جیوگرافیکل سوسائٹی لندن بھی ہوا۔

1929 میں زویمر کا تقرر Prinston Theological Seminary میں مذاہب عالم اور عیسائی مشنوں کی تاریخ کے پروفیسر کے طور پر ہوا جہاں وہ 1951ءتک پڑھاتے رہے۔زویمر مسلم دنیا میں عیسائیت کے فروغ کے لئے انتہائی حدتک کوششوں کے حامی تھے۔ان کی شادی ایمی زویمر سے ہوئی جو زویمر کے کئی علمی منصوبوں اور کتب کی تیاری میں معاون بھی بنتی رہی۔

ایک عرصہ تک پادری زویمرصاحب سہ ماہی رسالہ The Moslim World کے مدیر کے طور پرکام کرتے رہے۔اس علمی رسالہ کے کل 47 شمارے زویمر کے عرصہ ادارت (1911-1947) میں شائع ہوئے۔ان کی زیادہ شہرت اس باعث تھی کہ وہ بار بار عیسائیوں کومسلم ممالک میں جاکر مسلمانوں کوتبلیغ کرنے پرقائل کیا کرتے تھے۔

"ایک ناقد Ruth A. Trucker کی رائے میں پادری زویمر کی تبلیغ سے عیسائیت میں داخل ہونے والوں کی تعداد" ان کی چالیس سالہ محنت اور خدمت کے باوجود شائد ایک درجن سے زیادہ نہ بڑھ سکی" اورزویمر کا سب سے بڑا کارنامہ یہ گنا جاتاہے کہ وہ عیسائی دنیا کومسلمان ممالک میں تبلیغ کی بہت زیادہ تاکید کیا کرتے تھے۔"

اس بات کی تائید اس طرح پربھی ہوتی ہے کہ معروف مصنف ریورنڈ عمانوایل کھوکھر اپنی کتاب WHO IS WHO کے دوسرے حصہ میں مسلم دنیا میں زیادہ تبلیغی کام کرنے والے عیسائی پادریوں کاذکر کرتے ہوئے صفحہ 184 سے185 تک پادری زویمر کاذکر کرتے ہیں یہاں فاضل مصنف ان کاتعارف لکھنے کے بعد ایک بات کہنے مجبور ہوجاتاہے۔اورلکھتاہے کہ

"ساری زندگی اسلام کا مطالعہ کرنے والا زویمر کبھی بھی مسیح کے پیغام کومحدود کرنے پر تیار نہ تھا۔اِس کے لئے اُس نے کئی طریقے اپنائے مثلاً ایک مصنف بن کر، مسلم دنیا میں تبلیغ کے لئے مشنری بھرتی کرنے ،اورعیسائی مشنوں میں نیاجذبہ پیداکرنے جیسے کام کرنے اوراَن تھک محنت کے باوجود زویمر اپنی زندگی میں بہت تھوڑے مسلمانوں کوعیسائیت کے سرعام اقرار کے قابل بناسکا۔"

(Who Is Who, Part 2nd. By Emanuel Khokhar, Page:185)

سہ ماہی رسالہ The Moslim world اورلندن سے شائع ہونے والے The Quarterly Riview کی ادارت کے علاوہ زویمر نے درجنوں چھوٹی بڑی کتب تصنیف کیں۔معروف معلوماتی ویب سائٹ www.wikipedia.org پرزویمر کی تقریباً44 کتب کے نام اورسن تصنیف کی فہرست موجود ہے۔

پادری زویمر کی درج ذیل کتب مجلد صورت میں ریسرچ سیل کی لائبریری میں بھی موجود ہیں۔

☆......Studies in Popular Islam.

یہ زویمر کے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے جن میں انہوں نے اسلامی معاشرے میں عام آدمی کے توہمات اور عقائد کوموضوع بحث بنایاہے اوراسلامی شریعت اور مسلمانوں کووسوسوں اور وہموں کا مجموعہ ثابت کرنے کی سعی کی ہے۔

یہ کتاب1939 میں طبع ہوئی اوراس کے کل دس ابواب ہیں۔

☆......Heirs of Islam.

اس میں مولوی حضرات، مذہبی شخصیات، مساجد سے متعلقہ خدمات پرماموری لوگوں اور دیگر دینی افراد کاتذکرہ ہے۔اس کےکل14 ابواب ہیں۔

☆......Call to Prayer.

اس کتاب کےکل13ابواب ہیں۔

☆......Translations of Koran

یورپی اورایشیائی زبانوں میں قرآن کےتراجم کی تاریخ اوراس بابت بحث پر یہ کتاب کافی معلومات اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔(اس کتاب کے مندرجات کامضمون میں آگے تفصیلی ذکرآئے گا)

The Use of Alms to win Converts.

اعتراضات اورنکتہ چینیوں سے بھری اس کتاب میں اس موضوع پرکافی اعتراضات ایک ساتھ جمع شدہ مل جاتے ہیں۔اس کتابچہ کانام ہی اس کے مندرجات کااندازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

(اس کتاب کے مندرجات کا بھی اسی مضمون میں آگے تفصیلی ذکرآرہاہے)

☆......Raymond Lull

مسلمانوں کی طرف پہلامشنری۔اس کتاب کے کل10ابواب ہیں۔

☆ The Moslem Doctrine of God

قرآن اورقدیم اسلامی روایات کی روشنی میں خدا کی ذات اور صفات کے متعلق یہ مضمون لکھا گیاہے۔

☆......The Moslem Christ.

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بابت قرآنی آیات واحادیث نبویہ ﷺ اورلفظی رعایت رکھنے والے علماءامت کی کتب کے حوالہ سے ایک تصویرپیش کرنے کی اس کتابچہ میں کوشش کی گئی ہے۔اس کتاب کے کل8ابواب ہیں۔

☆......The Law of Apostasy

اس مضمون کےکل چھ ابواب ہیں۔اوریہ کتابچہ معروف رسالہ "Islamic Review" میں نومبر1916 میں شائع شدہ ہے۔

زویمر کی کتب کے نام یہ ہیں۔

Arabia, the Cradle of Islam (1900) – [1]

Topsy Turvy Land (1902), with his wife, Mrs. Amy E. Zwemer

Raymond Lull (1902)

Moslem Doctrine of God (1906)

The Mohammedan World of Today (1906)

Islam: a challenge to faith: studies on the Mohammedan religion and the needs and opportunities of the Mohammedan world (1907)

Our Moslem sisters : a cry of need from lands of darkness interpreted by those who heard it, (1907) — edited with Annie van Sommer

The Moslem World (1908)

The Nearer and Farther East: Outline studies of Moslem lands, and of Siam, Burma, and Korea (1908), with Arthur Judson Brown

The Unoccupied Mission Fields (1910)

The Moslem Christ (1911)

The Unoccupied Mission Fields of Africa and Asia (1911)

Daylight In The Harem: A New Era For Moslem Women (1911) — Papers on present-day reform movements, conditions and methods of work among Moslem women ?read at the Lucknow Conference

Zigzag Journeys in the Camel Country (1912)

Childhood in the Moslem World (1915)

Mohammed or Christ? (1916)

The Disintegration of Islam (1916) — student lectures on missions at Princeton TS

A Moslem Seeker after God ... showing Islam at its best in the life and teaching of Al-Ghazali (1920)

The Influence of Animism on Islam : An Account of Popular Superstitions (1920)

The Law of Apostasy in Islam (1924)

Moslem Women (1926), with his wife, Mrs. Amy E. Zwemer

The Glory of the Cross (1928)

Across the world of Islam (1929)

The exalted name of Christ (1932), translated from Arabic by Oskar Hermansson and Gustaf Ahlbert, assisted by Abdu Vali Akhond

Thinking Missions with Christ (1934)

Taking hold of God : studies on

the nature, need and power of prayer (1936)

It's Hard To Be A Christian : Some Aspects of the Fight for Character in the Life of the Pilgrim (1937)

Solitary Throne, addresses Given at the Keswick Convention on the Glory and Uniqueness of the Christian Message (1937)

The Golden Milestone : Reminiscences of Pioneer Days Fifty Years in Arabia (1938), with James Cantine

Dynamic Christianity and the World Today (1939)

Studies in Popular Islam : A Collection of papers dealing with the Superstitions & Beliefs of the Common People (1939)

The Glory of the Manger: Studies on the Incarnation (1940)

The Art of Listening to God (1940)

The Cross Above the Crescent (1941)

Islam in Madagascar (1941)

Into All the World (1943)

Evangelism Today: Message Not Method (1944)

The Origin of Religion : Evolution or Revelation (1945) — based on the Smyth Lectures 1935

Heirs of the Prophets (1946)

A factual survey of the Moslem world with maps and statistical tables (1946)

The Glory of the Empty Tomb (1947)

How Rich the Harvest (1948)

Sons of Adam : Studies of Old Testament characters in New Testament light (1951)

Social And Moral Evils Of Islam (2002) — reprint of an earlier work

He also wrote an article describing his travels in Oman and the Trucial Coast (now U.A.E.), which famously features the earliest known photograph of the Qasr al-Hosn in Abu Dhabi: Three Journeys in Northern Oman (1902), The Geographical Journal, Vol XIX, No1

یہ مشہور عالم سیاح پادری اور مصنف قادیان بھی آئے۔ان کی قادیان آمد کا حال تاریخ احمدیت میں کچھ اس طرح پر محفوظ ہے۔لکھا ہے کہ

''امریکہ کے مستشرق پادری زویمر قادیان میں

امریکہ کے مشہور و معروف مستشرق زویمر مرکز احمدیت دیکھنے کی غرض سے 28 مئی 1924ء کو قادیان آئے۔آپ نے مرکزی ادارے دیکھنے کے بعد حضرت خلیفہ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی اور سلسلہ کا لٹریچر لینے کے بعد رخصت ہوئے۔اور امریکہ پہنچ کر ایک سرکلر خط شائع کیا جس میں عیسائی دنیا سے اپیل کی گئی کہ اسے جماعت احمدیہ کے مقابلے کے لئے خاص تیاری کرنی چاہئے۔کیونکہ ''جدید اسلام'' جماعت احمدیہ کے ذریعے سے یورپ و امریکہ میں مضبوط ہو رہا ہے۔

پادری زویمر نے چرچ مشنری ریویو لنڈن میں ''ہندوستان میں اسلام'' کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا اور اس میں اپنی آمد قادیان کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا۔

(ترجمہ) ''ہمارا استقبال نہایت گرمجوشی کے ساتھ کیا گیا۔ درحقیقت انہوں نے ایک دوسرے ریلوے اسٹیشن (بٹالہ مراد ہے کیونکہ 1924 میں ابھی قادیان میں ریل نہ آئی تھی) پر ہمیں لانے کے لئے آدمی بھیجا (مگر ہم دوسرے رستے آ گئے) اور ہمیں گھنٹوں کی بجائے دنوں تک قادیان میں ٹھہرنے کی دعوت دی.......... یہاں سے نہ صرف رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' شائع ہوتا ہے بلکہ تین اور رسائل بھی نکلتے ہیں اور لندن، پیرس، برلن، شکاگو، سنگاپور اور تمام مشرق قریب کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ بھی جاری ہے۔چھوٹے چھوٹے دفاتر ہر قسم کے دستیاب ہونے والے سامان مختلف انسائیکلو پیڈیا ڈکشنریوں اور عیسائیت کے خلاف لٹریچر سے بھرے پڑے ہیں۔یہ ایک اسلحہ خانہ ہے جو ناممکن کو ممکن بنانے کے لئے تیار کیا گیا ہے اور ایک زبردست عقیدہ ہے جو پہاڑوں کی اپنی جگہ سے ہلا دیتا ہے۔''

(تاریخ احمدیت مولفہ: مولانا دوست محمد شاہد صاحب جلد 4 صفحہ: 470 جدید ایڈیشن)

ان پادری صاحب کی قادیان آمد اور انکی حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کا حال خود حضورؓ کے الفاظ میں یوں ہے۔یہ اقتباس دراصل حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عظیم الشان مقام اور آپؓ کے ساتھ غیر معمولی آسمانی تائید و نصرت پر بھی اطلاع دیتا ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

''قادیان میں ایک دفعہ پادری زویمر آیا جو دنیا کا مشہور ترین پادری اور امریکہ کا رہنے والا تھا۔ وہ وہاں کے ایک بہت بڑے تبلیغی رسالہ کا ایڈیٹر بھی تھا۔اور یوں بھی ساری دنیا کی عیسائی تبلیغی سوسائیٹیوں میں ایک نمایاں مقام رکھتا تھا۔اس نے قادیان کا بھی ذکر سنا ہوا تھا۔جب وہ ہندوستان میں آیا تو اور مقامات کو دیکھنے کے بعد وہ قادیان آیا۔اس کے ساتھ ایک اور پادری گارڈن نامی بھی تھا۔ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم اس وقت زندہ تھے۔انہوں نے اسے قادیان کے تمام مقامات دکھائے۔مگر پادری آخر پادری ہوتا ہے نیش زنی سے باز نہیں رہ سکتا۔ان دنوں قادیان میں ابھی ٹاؤن کمیٹی نہیں بنی تھی۔اور گلیوں میں بہت گند پڑا رہتا تھا۔پادری زویمر باتوں باتوں میں ہنس کر کہنے لگا ہم نے قادیان بھی دیکھ لیا اور نئے مسیح کے گاؤں کی صفائی بھی دیکھ لی۔ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسے ہنس کر کہنے لگے۔پادری صاحب ابھی پہلے مسیح کی ہی ہندوستان پر حکومت ہے اور یہ اس کی صفائی کا نمونہ ہے۔نئے مسیح کی حکومت ابھی قائم نہیں ہوئی۔اس پر وہ بہت ہی شرمندہ اور ذلیل ہو گیا۔پھر اس نے مجھے کہلا بھیجا کہ میں آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ میری طبیعت کچھ خراب تھی۔ میں نے جواب دیا کہ پادری صاحب بتائیں کہ وہ مجھے کیوں ملنا چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں مگر پہلے نہیں بتا سکتا۔خیر میں نے ان کو بلا لیا۔وہ بھی آ گئے اور پادری گارڈن صاحب بھی آ گئے۔ایک دو دوست اور بھی موجود تھے۔پادری زویمر صاحب کہنے لگے میں ایک دو سوال کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے کہا فرمائیے۔ کہنے لگے اسلام کا عقیدہ تناسخ کے متعلق کیا ہے؟ آیا وہ اس مسئلہ کو مانتا ہے یا انکار کرتا ہے۔ جونہی اس نے یہ سوال کیا معاً اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈال دیا کہ اس کا اس سوال سے منشاء یہ ہے کہ تم جو مسیح موعودؑ کو مسیح ناصری کا بروز اور ان کا مثیل کہتے ہو۔تو آیا اس سے یہ مطلب ہے کہ مسیح ناصری کی روح ان میں آ گئی ہے۔اگر یہی مطلب ہے تو یہ تناسخ ہوا۔اور تناسخ کا عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔چنانچہ میں نے انہیں ہنس کر کہا۔پادری صاحب آپ کو غلطی لگ گئی ہے ہم یہ نہیں سمجھتے کہ مرزا صاحب میں مسیح ناصری کی روح آ گئی ہے بلکہ ہم ان معنوں میں آپ کو مسیح ناصری کا مثیل کہتے ہیں کہ آپ مسیح ناصری کے اخلاق اور روحانیت کے رنگ میں رنگین ہو کر آئے ہیں۔میں نے جب یہ جواب دیا تو اس کا رنگ فق ہو گیا اور کہنے لگا کہ آپ کو کس نے بتایا کہ میں نے یہ سوال کرنا تھا۔ میں نے کہا آپ یہ بتائیے کہ آیا آپ کا اس سوال سے یہی منشاء تھا یا نہیں؟ کہنے لگا۔ہاں میرا منشاء تو یہی دریافت کرنا تھا۔میں حیران تھا کہ جب قرآن تناسخ کے خلاف ہے تو احمدی مرزا صاحب کو مسیح موعود کس طرح کہہ سکتے ہیں۔پھر میں نے کہا اچھا آپ دوسرا سوال پیش کریں۔کہنے لگا میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ نبی کی بعثت کیسے مقام پر ہونی چاہئے یعنی اس کو اپنا کام سرانجام دینے کے لئے کس قسم کا مقام چاہئے۔جونہی اس نے یہ دوسرا سوال کیا۔معاً دوبارہ خدا نے میرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس سوال سے اس کا منشاء یہ ہے کہ قادیان ایک چھوٹا سا گاؤں ہے یہ دنیا کا مرکز کیسے بن سکتا ہے۔ اور اس چھوٹے سے مقام سے ساری دنیا میں تبلیغ کس طرح کی جا سکتی ہے۔اگر حضرت مرزا صاحب کی بعثت کا مقصد ساری دنیا میں اسلام کی تبلیغ پہنچانا ہے تو آپ کو ایسی جگہ بھیجنا چاہئے تھا جہاں ساری دنیا میں آواز پہنچ سکتی ہو۔نہ یہ کہ قادیان جو ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اس میں آپ کو بھیج دیا جاتا۔غرض اللہ تعالیٰ نے اس کے سوال کے معاً بعد یہ بات میرے دل میں ڈال دی اور میں نے پھر اسے مسکرا کر کہا۔پادری صاحب ناصرہ یا ناصرہ سے بڑا کوئی شہر ہو وہاں نبی آ سکتا ہے۔حضرت مسیح ناصری جس گاؤں میں ظاہر ہوئے تھے اس کا نام ناصرہ تھا اور ناصرہ کی آبادی بمشکل دس بارہ گھروں پر مشتمل تھی۔میرے اس جواب پر پھر اس کا رنگ فق ہو گیا۔اور وہ حیران ہوا کہ میں نے اس کی اسی بات کا جواب دے دیا جو درحقیقت اس کے سوال کے پس پردہ تھی۔اس کے بعد اس نے تیسرا سوال کیا جو اس وقت مجھے یاد نہیں رہا۔ بہرحال اس نے تین سوال کئے اور تینوں سوالات کے متعلق قبل از وقت اللہ تعالیٰ نے القاء کر کے مجھے بتا دیا کہ اس کا ان سوالات سے اصل منشاء کیا ہے اور باوجود اس کے کہ وہ چکر دے کر پہلے اور سوال کرتا تھا پھر بھی اللہ تعالیٰ اس کا اصل منشاء مجھ پر ظاہر کر دیتا اور وہ بالکل لاجواب ہو گیا۔تو اللہ تعالیٰ قلوب پر عجیب رنگ میں تصرف کرتا اور اس تصرف کے ماتحت اپنے بندوں کی مدد کیا کرتا ہے۔اور یہ تصرف صرف خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہوتا ہے بندوں کے اختیار میں نہیں ہوتا۔''

(تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ جلد 7 صفحہ: 89 تا 90)

اور پادری زویمر اپنے اس دورے کو بہت اہم خیال کیا کرتے تھے، اور اس کو اپنے ایک کارنامے کے طور پر ذکر کیا کرتے تھے۔حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اپنی کتاب ''حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے'' (فرمودہ 28 دسمبر 1928 بر موقع جلسہ سالانہ قادیان) میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

''غرض جماعت احمدیہ کے کام کی اہمیت کا ان لوگوں کو بھی اقرار ہے جو جماعت میں داخل نہیں ہیں۔ بلکہ جو اسلام کے دشمن ہیں وہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ابھی کلکتہ میں ڈاکٹر زویمر کے لیکچر ہوئے۔یہ ڈاکٹر صاحب عیسائیوں میں سب سے زیادہ اسلام کے متعلق واقفیت رکھنے کے مدعی ہیں۔مصر میں ایک رسالہ ''مسلم ورلڈ'' نکالتے ہیں۔پچھلی دفعہ جب آئے تو قادیان بھی آئے تھے۔اور یہاں سے جا کر انہوں نے بعض دوسرے شہروں میں اشتہار دیا تھا کہ وہ ڈاکٹر زویمر جو قادیان سے بھی ہو آیا ہے ان کا لیکچر ہوگا۔کچھ عرصہ ہوا وہ کلکتہ گئے اور وہاں انہوں نے لیکچر دیا۔ مولوی عبدالقادر صاحب ایم اے پروفیسر جو میری ایک بیوی کے بھائی ہیں، انہوں نے کچھ سوال کرنے چاہے۔اس پر دریافت کیا گیا کہ کیا آپ احمدی ہیں؟ انہوں نے کہا۔ ہاں۔اس پر کہا گیا کہ ہم احمدیوں سے مباحثہ نہیں کرتے۔مصر میں انہی صاحب کی کوشش سے کئی لوگ مسیحی بنا لئے گئے۔اتفاقاً ایک شخص عبدالرحمان صاحب مصری کو جو ان دنوں مصر میں تھے مل گیا۔انہوں نے اسے احمدی نکتہ نگاہ سے دلائل سمجھائے۔وہ پادری زویمر کے پاس گیا اور جا کر گفتگو کی۔اور کہا کہ مسیح زندہ نہیں بلکہ قرآن کریم کی رو سے فوت ہو گئے۔ اس پادری نے کہا کہ کسی احمدی سے تو تم نہیں ملے؟ اس مصری نے کہا۔ ہاں ملا ہوں۔ یہ جواب سن کر وہ گھبرا گئے اور آئندہ بات کرنے سے صاف انکار کر دیا۔غرض خدا کے فضل سے ہماری جماعت کو مذہبی دنیا میں ایسی اہمیت حاصل ہو رہی ہے کہ دنیا حیران ہے..................''۔

(حضرت مسیح موعود کے کارنامے، انوار العلوم جلد 10 صفحہ: 124-125)

(باقی آئندہ)

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 16

بات کر رہا ہوں۔ مَیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں موجودہ زمانہ کی صورتحال کے بارہ میں کچھ باتیں پیش کروں گا۔

حضور نے فرمایا کہ اسلام ہر سطح پر نفرتوں کو دور کرنے کے طریقوں سے آگاہی عطا فرماتا ہے۔ اگر ہم انفرادی سطح پر یا قومی سطح پر حالات کا جائزہ لیں تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ انسان نے صبر کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا ہے۔ نتیجۃً لوگ ایک دوسرے سے بدظن ہوگئے ہیں۔ اچھے اخلاق کی جگہ برائیوں نے لے لی ہے اور حقدار کو اس کے حق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اس بارہ میں قرآن کریم سے ہمیں کیا ہدایت ملتی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو بھی نیکی تم آگے بھیجو تم اسے اللہ کے حضور پاؤ گے۔ یقیناً جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کا علم رکھتا ہے۔ ان اعمال کے بارہ میں حضور نے فرمایا کہ ان میں سے ایک کی نشاندہی میں یہاں کردوں۔

سورۃ النحل آیت 127 میں اللہ تعالیٰ بدلہ لینے کے بارہ میں فرماتا ہے کہ ''اگر تم سزا دو تو اتنی ہی دو جتنی تم پر زیادتی کی گئی تھی۔ اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے یہ بہتر ہے''۔ حضور نے فرمایا صبر ایک بہت بڑا خُلق ہے اور ہماری نظر میں بہت ہی اہمیت کا حامل اعلیٰ خُلق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ عام طور پر دنیا میں صبر کو بزدلی سمجھا جاتا ہے مگر یہ آیت کریمہ ہمیں بتاتی ہے کہ صبر کا بیان یہاں حالت جنگ میں بیان کیا گیا ہے۔ شاید یہ عجیب معلوم ہو کہ صبر اور جنگ ایک ساتھ بیان ہوئے ہیں کیونکہ اگر جنگی کارروائی کی اجازت ہو اور خون بہانا جائز ہو تو پھر صبر کا اس کے ساتھ کیا تعلق رہ جائے گا۔

حضور نے فرمایا خون بہانے کا ایک ہولناک نظارہ چند دہائیاں پہلے اس مہذب سمجھی جانے والی دنیا کے سامنے تھا۔ دوسری جنگ عظیم میں ساٹھ سے ستّر ملین افراد اپنی جانیں کھو بیٹھے۔ جس میں اندازہ کیا جاتا ہے کہ چالیس ملین عام نہتے شہری تھے۔ افسوس کہ انسانوں نے صبر کا دامن ہاتھوں سے کھو دیا۔ مگر بے صبری کے باعث انسانی خون کی ندیاں بہا دی گئیں اور پھر بھی انسان نے اپنے ہاتھوں کو خون سے رنگنے کے بعد اپنی غلطیوں سے سبق نہیں سیکھا۔ ایسی غلطیوں سے جنہوں نے انسانیت کو داغدار کر دیا۔ کچھ وقت ہی گزرنے کے بعد ان حقائق کو بھلا دیا گیا ہے۔

آج کا انسان ماضی کی ان دردناک غلطیوں سے پھر سبق حاصل نہیں کر رہا۔ آج کے زمانہ میں مسلمان ہونے کا دعویٰ رکھنے والے بھی خون بہا رہے اور وہ بھی خون بہا رہے ہیں ہیں جو قیام امن کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں کسی نہ کسی صورت میں خون بہایا جا رہا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ صبر، حوصلہ اور انصاف کا مظاہرہ کرنا انسان کے لئے ازبس ضروری ہے۔ اس سے مراد ہے کہ اگر بدلہ لینا ہو، سزا دینی ہو تو سزا اسی قدر دینے کی اجازت ہے جتنا بڑا جرم کیا گیا ہو۔ اس بات کو وضاحت سے بیان کیا گیا ہے کہ اگر تمہاری حق تلفی ہوئی ہے یا تمہاری سرحدوں پر غیر قانونی حملہ کیا گیا ہے یا تمہاری معیشت پر جبراً قبضہ کر لیا گیا ہے تو تمہیں اجازت دی جاتی ہے کہ تم جوابی کارروائی کرو اور اپنے مددگاروں کو بھی مدد کے لئے شامل کرلو۔

ایک اور مقام پر قرآن کریم میں ہدایت دی گئی ہے کہ: اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرواؤ۔ پس اگر ان میں سے ایک دوسری کے خلاف سرکشی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے اس سے لڑو یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو ان دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کرو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (الحجرات:10)

حضور انور نے فرمایا کہ اگرچہ یہاں مومنوں کا ذکر ہے مگر سبق یہ دیا گیا ہے کہ جس سے زیادتی ہوئی ہے اس کی مدد کی جائے۔ تمام قوموں کی طاقت مجتمع کر کے ظالم کا ہاتھ روک دیا جائے اور جب لڑائی ختم ہو جائے تو کسی بھی صورت میں ہارے ہوئے فریق کی معیشت پر قابض مت ہو اور نہ ہی اس پر اپنے بنائے ہوئے قوانین ٹھونسو۔ اگر دوبارہ اس کی طرف سے خدشہ ہو کہ وہ زیادتی کرے گا تو اس صورت میں کچھ معاہدے کرنے چاہئیں کہ اگر ان معاہدوں کو توڑا گیا تو سخت نتائج ظاہر ہوں گے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ صورتحال صرف تب ہی جنم لے سکتی ہے جب بڑے ممالک اور چھوٹے ممالک کو یکساں حیثیت حاصل ہو۔ صورتحال تو یہ ہے کہ اقوام متحدہ میں بھی بڑے ممالک اور چھوٹے ممالک میں تفریق کی جاتی ہے۔ اگر اقوام متحدہ انصاف کی اعلیٰ قدروں کا قیام چاہتی ہے تو اسے طاقتور اور کمزور قوموں کو یکساں حقوق دینے ہوں گے۔ چھوٹے ملکوں کی حالت تو ایک طرف، ترقی پذیر ممالک کو بھی Sanction عائد کر کے پابندیوں کی بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔ مثلاً جاپان نے دوسری جنگ عظیم کے بعد محنت کر کے قابل قدر ترقیات حاصل کیں مگر جاپانی لوگوں سے بات چیت کر کے جن میں سے بعض سے مجھے ملاقات کا موقع ملا جو تأثر مجھے ملتا ہے۔ بعض باتیں تو وہ کھل کر کہتے ہیں اور بعض کا دبے لفظوں میں اظہار ہوتا ہے کہ باوجود آزادی حاصل ہونے کے ان پر اس قسم کی پابندیاں عائد ہیں کہ وہ کھل کر اپنے خیالات کا اظہار نہیں کر سکتے۔ خواہ وہ قیام امن کے بارہ میں ان کے خیالات ہوں یا اقتصادی پالیسیوں کے بارہ میں۔

حضور نے فرمایا: اقوام متحدہ کا قیام امن قائم کرنے کے لئے ہوا تھا مگر جہاں بھی دنیا میں تصادم ہوا ہے وہ معیار اقوام متحدہ کی کارروائیوں میں حاصل نہیں ہوا جس کی توقع اتنے عظیم ادارہ سے وابستہ تھی۔

حضور نے تنبیہ فرمائی کہ یہی وجوہات ہیں جن کی وجہ سے دنیا ایک بار پھر بڑی تیزی سے عالمی جنگ کی ہولناکیوں کی طرف بڑھ رہی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اگر تم انصاف کا قیام چاہتے ہو تو دیانتداری سے جھگڑوں کا حل تلاش کرنا ہوگا۔ عدل سے مراد کامل انصاف ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ جب تمہارے دل تعصّبات سے مکمل طور پر پاک ہوں۔ اگر ہم آج کی دنیا کا جائزہ لیں تو ہمیں عدل کہیں نظر نہیں آتا۔ اگر انصاف کے ان اعلیٰ معیاروں کو قائم نہ کیا گیا تو پھر اس کا خطرناک نتیجہ ظاہر ہوگا اور دشمنی کی چنگاریاں ہوا پکڑتی جائیں گی اور اس قدر خوفناک تباہی کا اندیشہ ہے کہ جس کے تصور سے بھی رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ قرآن کریم اس سلسلہ میں ہدایت دیتا ہے: ''اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو۔ یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو''۔ (سورۃ المائدہ آیت 9)

اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ دیکھا جائے کہ آیا لوگ انصاف کی تائید میں گواہ بننے کو تیار ہیں؟ اگر ہم اس سمت میں نگاہ دوڑائیں تو ہمیں فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ اس کی کوئی مثال نہیں ملتی بلکہ نظر آتا ہے کہ ذاتی مفادات نے اس طرح گھیرا ڈالا ہوا ہے کہ انصاف کا تو سایہ بھی نظر نہیں آتا، مفادات کی ہی دوڑ نظر آتی ہے۔ قوموں کی بعض قوموں سے جو دشمنی ظاہری طور پر نظر آتی ہے اس کو ایک طرف رکھ کر بھی دیکھا جائے تو سیاسی، جغرافیائی یا اقتصادی حالات کو دیکھتے ہوئے بعض بڑی طاقتوں نے محض لالچ کی وجہ سے ان پر اپنا تسلط قائم کرنے کی کوشش کی ہے تا کہ انہیں اپنے مفادات حاصل ہوسکیں۔ نتیجۃً نئے دھڑے بننے شروع ہو گئے ہیں۔

حضور نے انتباہ فرمایا کہ دنیا کے اس اضطراب کی وجہ دراصل یہ ہے کہ انسان نے اپنے خالق کو بھلا دیا ہے۔ مادی دولتوں کی خواہش، دنیا میں ناموری کی ہوس اور اپنا رعب قائم کرنے کا شوق دنیا کو اندھا کرتا جا رہا ہے۔ اسی وجہ سے کوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے آمدہ ہدایات کو کوئی وقعت نہیں دیتا۔ اور جب خدا تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہدایت کی پیروی نہ کی جائے تو پھر انسان دوسروں کے صرف اتنے حقوق ادا کرتا ہے جہاں اس کو اپنے فوائد نظر آ رہے ہوں۔ ان کی ہمدردی کا اظہار خالی زبان سے ادا کئے گئے کھوکھلے لفظ ہوتے ہیں۔ وہ ٹھوس اقدامات جن کی ضرورت ہے ان کی طرف کوئی پیشرفت آج کی دنیا میں نہیں ہو رہی۔ اس بے حسی کے نتائج بہرحال ناخوشگوار ہوں گے۔ ہم کتنا ہی اپنی آنکھوں پر پٹیاں باندھیں ہم ہولناک نظارے دیکھنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

حضور نے فرمایا کہ دوسری جنگ عظیم میں ایشیا میں بھی اور یورپ میں بھی مختلف ممالک تھے جن کا آپس میں تصادم ہوا تھا مگر بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ طاقت کے دو دھڑوں میں جنگ چھڑ گئی۔ لیگ آف نیشنز بے بس ہوگئی۔ آج کی دنیا میں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مشرق وسطی میں خاص طور پر اسرائیل میں، فلسطین میں، شام میں اور لبنان میں دشمنیاں بڑھتی جاتی ہیں۔ ایران کے خلاف کارروائیاں ہو رہی ہیں اور جواباً ایران، اسرائیل اور مغربی دنیا کے خلاف دھمکیاں جاری کر رہا ہے۔ کچھ ایسے ممالک ہیں جہاں کا اضطراب ان کی داخلی وجوہات اور طاقت کے حصول کے لئے تصادم اور سیاسی وجوہات ہیں جیسا کہ عراق، افغانستان اور پاکستان ہیں۔ اور بعض دوسرے ممالک ہیں جہاں بیرونی طاقتوں کی مداخلت کے نتیجہ میں تصادم ہے جیسا کہ جارجیا اور پولینڈ کی مثال ہے۔ ان ملکوں میں جو کچھ ہو رہا ہے اسے مذہبی جنگ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ جب داخلی جنگ یعنی Civil War ممالک میں شروع ہوتی ہے جیسا کہ افغانستان اور عراق کا حال ہے تو وہاں طاقت کے حصول کے لئے لڑائیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ان ممالک کے اہم جغرافیائی محل وقوع کے پیش نظر بعض طاقتور ممالک وہاں اپنے مفادات کی خاطر مداخلت شروع کر دیتے ہیں اور ان کے قدرتی وسائل پر قبضہ کرنے کی کارروائیاں شروع کر دیتے ہیں۔ وہاں کے سیاستدانوں کو خرید کر یا مالی امداد دے کر اختیارات کو اپنے قابو میں کرلیا جاتا ہے۔ صورتحال جو بھی شکل اختیار کرے ان ممالک میں یہ جذبات پائے جاتے ہیں کہ اقوام متحدہ کے ذریعہ جو وعدے ملکوں سے کئے گئے تھے کہ انہیں آزادی، خودمختاری اور تحفظ حاصل ہوگا وہ انہیں نہیں دیا گیا۔ بڑی طاقتوں اور اقوام متحدہ دونوں کی طرف سے یہی صورتحال ہے۔ اس وجہ سے بے چینی بڑھتی جارہی ہے اور ہم صورتحال سے آنکھیں بند کر کے نہیں بیٹھ سکتے۔

حضور نے فرمایا کہ جنگ عظیم دوم کے چھڑنے کی وجہ اسی قسم کی بے چینیاں اور چھوٹی جنگیں تھیں۔

ایک اور چیز جو بے چینی اور اضطراب کا باعث بن رہی ہے وہ دنیا میں بڑھتا ہوا مالی بحران ہے۔ اور مہنگائی اور بیروزگاری میں اضافہ ہے۔ تاریخ کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ 1929ء میں بھی اسی قسم کا شدید مالی بحران پیدا ہوگیا تھا۔ آج پھر دنیا اسی قسم کی پریشان حالی سے گزر رہی ہے۔ اُس وقت بحران امریکہ سے شروع ہوا تھا جب اسٹاک مارکیٹ گر کر تباہ ہوگئی تھی۔ اب پھر جو بحران ساری دنیا میں پیدا ہوا ہے اس کی جڑیں امریکی معیشت کے ساتھ منسلک ہیں۔ حال ہی میں سوئٹزرلینڈ میں جو مالی کانفرنس (Economic Forum) منعقد کی گئی تھی وہاں چین اور روس دونوں نے موجودہ بحران کا ذمہ دار امریکہ کو ٹھہرایا۔ 1929ء میں دنیا کے تمام ممالک کو مالی بحران کا سامنا کرنا پڑا تھا اور آج کا مالی بحران اس سے مختلف نہیں ہے۔ بین الاقوامی تجارت اُس وقت سخت متأثر ہوئی تھی اور آج بھی وہی حالت پیدا ہوگئی ہے۔ ٹیکس اور دیگر حکومتی ذرائع آمد بُری طرح متأثر ہوئے تھے وہی صورتحال موجودہ بحران میں بھی نظر آرہی ہے۔ 1929ء میں کارخانوں کی صنعت کو شدید نقصان پہنچا تھا وہی صورت آج بھی پیدا ہوگئی ہے۔ حال ہی میں اعلان کیا گیا ہے کہ موٹروں کی صنعت میں پچاس فیصد کمی آگئی ہے۔ یہ تو صرف ایک مثال ہے باقی تمام صنعتوں کو بھی یہی صورتحال ہے۔ مکانوں کی تعمیر کو بھی اس زمانہ میں ایسا ہی نقصان ہوا تھا جیسا کہ اب ہو رہا ہے۔ لوگ مکان خریدنے کے واسطے قرضے ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے جس کی وجہ سے رہائشی مکان چھن جاتے ہیں۔ آئندہ کی بڑھوتی کے خیال سے بہت بڑی رقوم تعمیرات پر لگائی گئی تھیں مگر یہ تجارت بدحالی کا شکار ہوگئی ہے۔ نئے بنے ہوئے مکان، امریکہ میں، یہاں برطانیہ میں اور دنیا کے دوسرے ممالک میں خریداروں کے پاس پیسہ نہ ہونے کی وجہ سے خالی پڑے ہیں۔ تعمیرات آدھے راستہ میں روک دی گئی ہیں۔ اسی قسم کے حالات دوسرے کاروباروں میں بھی دیکھنے میں آرہے ہیں۔ لوگوں کی ملازمتیں لاکھوں کے حساب سے ختم ہوگئی ہیں اور وہ ملکی خزانوں پر بوجھ بن گئے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں دنیا ایک بہت ہی خطرناک دور سے گزر رہی ہے۔ مبصرین کا خیال ہے کہ اسی قسم کا بحران 1929ء میں تھا جس کے عوامل سے دوسری عالمگیر جنگ چھڑ گئی تھی۔ اس وقت بعض حلقوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے دشمنیوں کو ہوا دی۔ خاص طور پر اس قسم کے حالات میں دولت چند ہاتھوں میں اکٹھی ہو جاتی ہے یا ان چند حلقوں میں جمع ہو جاتی ہے جہاں اکثر اس کے مراکز ہوتے ہیں اور پھر وہ حکومتوں کو قرضے فراہم کرتے ہیں۔ مقروض ہونے والی حکومتوں کے حالات اس زمانہ کی مخدوش کیفیت کی غمازی کرتے ہیں۔

آج کل حکومتیں بڑے بینکوں کو دیوالیہ ہونے سے بچانے کے لئے بڑی رقمیں دے رہی ہیں جن کی مقدار کئی ٹریلین (Trillion) ڈالروں تک جا پہنچتی ہے۔ مگر یہ پھر بھی قلیل رقم ہے اس کے مقابلہ میں جو کہ دراصل مالی نقصان ہوا ہے۔ یہ عجیب صورتحال ہے کہ حکومت اعلان کرتی ہے کہ 700 بلین ڈالرز دے کر بینکوں کو دیوالیہ ہونے سے بچایا جا رہا ہے اور پھر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سے سو بلین ڈالر بینکوں کے افسران کے بونس تھے۔

پھر یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص سو بلین ڈالر لے کر غائب ہوگیا ہے۔ اس کے بعد حکومت کا مکمل سکوت ہوتا ہے اور کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ عوام کو صحت دلانے کے بہانے کڑوی گولیاں تو کھلا دی جاتی ہیں مگر پھر کسی کارروائی کی نوید سنائی نہیں دیتی، کوئی آواز بلند ہوتی ہے تو اس تازیانے کی جس میں بگل کی طرح پھونکا جاتا ہے کہ مزید اتنے افراد آج اپنی نوکریوں سے بے دخل کر دئے گئے۔

اضطراب پیدا نہیں کرے گی۔

اب تیسری دنیا یا ترقی پذیر ممالک کی طرف نگاہ دوڑائیں۔ امیر غرباء کے حقوق کا استحصال کر رہے ہیں اور اس کی کوئی انتہا نظر نہیں آتی۔ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ معیشت ترقی کرے گی اور یہ دولت آہستہ آہستہ پگھل کر عوام کی گود میں پہنچ جائے گی۔ یہ بچگانہ تسلّیاں ہیں۔ تمام حکومتیں بغیر کسی رنگ و نسل کی تمیز کے عام شہری کے حقوق پامال کرنے میں ملوث ہیں۔ امیر ممالک غریب ممالک کو مالی امداد فراہم کرتے ہیں مگر غریب ممالک اس کے پیچھے آنے والے نتائج کی پرواہ نہیں کرتے۔

بڑی طاقتیں اس طرح چھوٹے ملکوں کی پالیسیوں پر اپنا قبضہ کا ہاتھ مضبوطی سے قائم کرتی ہیں اور عوام میں سے بھی لوگوں کو اس کا احساس ہو جاتا ہے۔ بڑی طاقتیں یا تو سیاسی حکومتوں کی طرفداری کرتی ہیں یا ان کی بیخ کنی کر دیتی ہیں۔ نتیجۃً ان ملکوں کے عوام ان بڑی طاقتوں سے شدید نفرت کرنے لگتے ہیں حالانکہ میرے خیال میں اس کے ذمہ دار ان ممالک کے رہنما ہوتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہاں مَیں آپ کی خدمت میں بانیٔ اسلام حضرت محمد ﷺ کا نمونہ پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کس طرح حضور اکرمؐ نے ایک مالی بحران اور قحط کے موقع پر صورتحال کو قابو میں کیا تھا۔ ایک دفعہ جبکہ سخت قحط پڑا تو حضورؐ نے تمام لوگوں کو ارشاد فرمایا کہ سب لوگ جو کچھ بھی خوراک کا سامان ان کے پاس موجود ہے لا کر ایک جگہ جمع کر دیں۔ لوگوں نے حضورؐ کے حکم کی تعمیل کی اور حضورؐ نے تمام لوگوں میں ان کی ضرورت کے مطابق خوراک تقسیم فرما دی تا کہ کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ یہ نمونۃً ایک مثال ہے کہ کس طرح پیغمبر اسلامؐ نے حاجت کے وقت تمام لوگوں کو دوسروں کے لئے قربانی دیتے ہوئے سبق دیا کہ احسان کرتے ہوئے انسانی ضروریات پوری کرو تا کہ عوام کی بے چینی دور ہو۔

حضور نے فرمایا کہ یہ تو انصاف نہیں ہے کہ ایک شخص تو کروڑوں کی رقم لے کر فرار ہو جائے یا کوئی تو اپنے کام کے لئے خزانہ سے کروڑوں روپے کا بونس لے اور کوئی محنتی کارکن اپنی ملازمت کے عوض ایک معقول چھوٹی تنخواہ بھی حاصل نہ کر سکے۔ یا کوئی شخص مکان پر حاصل کئے گئے قرضہ کی قسط ادا نہ کر سکنے کا اہل ہونے پر رہائشی مکان سے بھی محروم کر دیا جائے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ فعل کوئی اشتراکی طرز کی کارروائی نہیں ہے کیونکہ حضور اقدس کے بعض صحابہ نہایت بڑے بڑے کاروبار کرتے تھے۔ بعض کے پاس سونے کے ذخائر بھی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ بانیٔ اسلامؐ نے وقت کی ضرورت پورا کرنے کے لئے انتہائی اعلیٰ خُلق کا مظاہرہ کرنا سکھایا تھا۔ افسوس کہ آج دنیا میں مسلمان ممالک کے رہنما اپنے خزانے تو لبالب بھرتے چلے جاتے ہیں مگر اپنے عام شہریوں کی روزمرہ کی ضروریات تک کا خیال نہیں رکھتے۔

بڑی طاقتیں اور اقوام متحدہ ذمہ دار ہیں کہ وہ دیکھیں کہ جو امداد غریب ممالک کو دی گئی وہ صحیح طور پر استعمال بھی کی گئی ہے یا نہیں۔ بہرحال یہ تو ایک ایسی گھمبیر بھول بھلیاں ہے کہ جب اس میں انسان پڑ جائے تو ایک موڑ کے بعد دوسرا سامنے آتا ہے۔

حضور نے فرمایا مَیں اپنی تقریر کو اس بات پر ختم کرتا ہوں کہ ہر شخص دعا کرے اور کوشش کہ اس کے دائرہ اختیار میں امن کا قیام ہو۔ حکومتیں اور اقوام متحدہ اس چیز کو اپنا فرض بنائے کہ بہتری پیدا کرنے والی معیشت جنگی معیشت کی شکل اختیار نہ کر جائے اور 1929ء کے بحران اور اس کے بعد آنے والی تلخ حقیقتوں کو جنم نہ دیں۔

پیسہ فراہم کرنے والے اداروں اور اقوام متحدہ کو چاہئے کہ وہ غور کریں اور ایسا حل تلاش کریں جو انصاف پر مبنی ہو اور سب سے زیادہ اہم یہ نقطہ ہے کہ وہ اپنے خالق کے حقوق ادا کرنے والے ہوں اور اس کی ناراضگی سے بچنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور کے خطاب کے بعد تمام مہمانوں کی کھانے سے تواضع کی گئی۔

بعض اہم شخصیات کا MTA کو انٹرویو

تقریب کے اختتام پر مہمانوں کو حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ بعض اہم شخصیات کا ایم ٹی اے کے لئے انٹرویو بھی لیا گیا۔

☆...... Chris Grayling نے کہا کہ حضور کا خطاب بہت ہی اہم تھا اور تاریخ کے جن تلخ حقائق کی انہوں نے نشاندہی کی ہے ان سے سبق لینا بہت ضروری ہے۔ حضور بہت فراست رکھتے ہیں اور ان سے معاشرہ کو بہت رہنمائی ملتی ہے۔ یہاں آ کر ہم اس جماعت کو دیکھتے ہیں جو معاشرہ میں سے تفریق کو دور کرنے کے لئے بہت محنت کرتی ہے۔ تمام لوگوں کو اپنی ان ذمہ داریوں کو نبھانا چاہئے تا کہ یکجہتی پیدا ہو۔

Chris Grayling نے انٹرویو میں خوشی کا اظہار کیا کہ یہاں تمام طبقات فکر اور تمام عمروں کے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ یہ بات ایک شہادت کا رنگ رکھتی ہے کہ جماعت احمدیہ تمام لوگوں کی خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہی ہے۔

☆...... Baroness Emma Nicholson نے کہا کہ جماعت احمدیہ کے عقائد اور اصول جس کا عملی ثبوت افراد جماعت دیتے ہیں وہ قیام امن کی طرف ایسے ٹھوس اقدامات ہیں جن کی کوئی دوسری مثال مجھے معلوم نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسی وجہ سے مَیں توہین رسالت کے نام پر بنائے گئے غیر منصفانہ قوانین کی مخالفت کرتی ہوں اور دنیا میں ہر جگہ مذہبی آزادی کے قیام کی حمایت کرتی ہوں۔

انہوں نے کہا کہ آپ کی جماعت کو آئے دن مذہبی ناروا داری کی وجہ سے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور آپ کی جماعت اس بات کا ثبوت ہے کہ امتحانوں سے گزر کر ایمان مزید جِلا پا جاتا ہے۔ محبت کی جو تعلیم آپ کی جماعت دیتی ہے اسی کی وجہ سے آج آپ کی تعداد دنیا میں مسلسل بڑھتی نظر آتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ محبت کا پیغام ہم سب کو یہاں سے لے کر اپنے گھروں میں اور ساری دنیا میں پہنچانا چاہئے۔

☆...... Varinder Sharma (جو ایلنگ ساؤتھ سے ممبر آف پارلیمنٹ ہیں) نے بھی امن کے قیام کے لئے جماعت کی کوششوں کو قابل تحسین قرار دیا۔ وہ خود گورداسپور کے قریب کے علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

☆...... کاؤنسلر ڈاکٹر Brendon Hudson جو Sutton کے میئر ہیں نے ذکر کیا کہ مسجد میں آنے کا ان کا پہلا موقع ہے اور وہ مسجد میں پائے جانے والے سکون اور ادب سے بہت متأثر ہوئے ہیں اور حضور انور کے خطاب کے بارہ میں انہوں نے کہا کہ حضور نے بہت سے فکر انگیز پہلوؤں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ حکومتیں حل تلاش کرنے کی سمت میں بہت کم رفتار سے پیش رفت کر رہی ہیں۔ آئندہ کے اندیشے واقعی بہت خطرناک۔ ہیں۔

❀❀❀❀❀❀❀

TWO VACANCIES

Ministers of Religion: Ahmadiyya Muslim Community

1.Indonesian Speaker 2. Russian Speaker

We are a UK registered charity engaged in religious community activities and also sponsor a number of charitable works. In pursuance of our objectives we also run TV channels for viewers based in Europe, American continents, Asia, Far East and Africa.

ABOUT THE ROLE: We are inviting applications for the above two posts of Minister of Religion. The successful applicants will initially be based in Tilford Surrey and receive work from the UK Head Office in London SW18 although the successful candidate may be posted at any one of the 26 mission centres in the UK. These are permanent positions to help meet the community's growing spiritual and religious needs. We are looking for someone who has a reasonable command in conversational (a) Indonesian or (b) Russian languages while being fully familiar with both Urdu and Arabic languages.

JOB DESCRIPTION: You would be required to do some or all of the following: lead congregational prayers and encourage attendance at obligatory prayers; deliver sermons on Fridays and other gatherings; preach and propagate to members of the public the teachings of the founder of the Ahmadiyya Muslim community; defend the teachings against opponents and non-believers; translate literature and correspondence in or from either Indonesian or Russian; carry out research on inter-community matters; liaise with members of the community and resolve their social problems; introduce programmes; host talk shows, current affairs or educational programmes; read news, sports or weather reports; report on issues and events; attend production and community management meetings; attend promotional events, conferences and social functions; liaise with the Production Manager to identify the needs of the targeted audience in South East Asia or Russia; working with the Channel Head and the wider team, contribute creatively to long-term strategy to ensure maximum audience appeal and attain set targets.

EXPERIENCE REQUIRED:

You must have a wide range of knowledge in the Holy Quran, Ahadith (Traditions of the Prophet of Islam) and Islamic topics and preferably be familiar with the writings of Hadhrat Mirza Ghulam Ahmad - Founder of the Ahmadiyya Muslim community and of his claims gained through an intensive course of private or college study of not less than four years full-time. Your interpretation skills in Urdu and Arabic languages with some understanding of either Indonesian or Russian and English languages will be required. You must have served as a Minister of Religion for not less than two years. You will preferably have some previous broadcasting experience, although not essential, and a strong understanding of our targeted audiences particularly in the East and the ability to read and predict local trends. You are required to have good record of past performance as a Minister of Religion and if possible of interviewing, listening and spoken communication skills. You should be able to follow instructions and memorise facts and also have good planning and organisational ability. You need to have a confident and relaxed manner in dealing with members of the public. We expect you to be able to work under pressure. You should also be a good listener, adaptable, competitive and culturally sensitive. You should have clear speech and an expressive voice.

QUALIFICATIONS REQUIRED: **You are expected to have either:**

- a Shahid degree or equivalent gained from attending a Jamia Ahmadiyya college; or
- a UK degree level or equivalent qualification in Islamic religious studies or professional qualification; or a relevant HND level qualification; or
- an HND level qualification that is not relevant, plus two years' relevant work experience; or
- at least three years relevant experience at NVQ level 3 or above.

PACKAGE: The stipend/customary offerings package include the following:

- £2520/- per annum; Normally a minimum of 35 hours a week;
- Rent free accommodation with all utilities (rates, gas, electricity) paid;
- All travel expenses borne by the employer;
- 28 paid holidays per annum; Private Medical Insurance Cover.

Closing Date: 02 May 2009

Please apply to:

Mansoor.Shah@ahmadiyyauk.org OR write to:

The National President, Ahmadiyya Muslim Association UK,
16 Gressenhall Road London SW18 5QL

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

''الفضل ڈائجسٹ'' کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

حضرت ماسٹر احمد حسین صاحبؓ فریدآبادی

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18جون 2007ء میں مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب کے قلم سے حضرت ماسٹر احمد حسین صاحبؓ فریدآبادی کے بارہ میں ایک تفصیلی مضمون شامل اشاعت ہے۔

حضرت احمد حسین صاحبؓ ولد شیخ غلام حسین صاحب قریشی دہلی کے مضافاتی علاقے فریدآباد کے رہنے والے تھے۔ آپ کے چھ بھائی اور چار بہنیں تھیں۔ آپ نے فریدآباد سے ابتدائی تعلیم حاصل کرکے علی گڑھ سے انٹرنس کیا۔ پھر کچھ عرصہ بطور ٹیچر ملازمت کی اور اسی لئے ماسٹر کہلائے۔ آپ ایک علم دوست وجود تھے اور لکھنے کی طرف رجحان پایا تھا لہٰذا ملازمت ترک کرکے اخبار ''چودھویں صدی'' راولپنڈی میں اسسٹنٹ ایڈیٹر ہوگئے۔ جب حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی بابت لیکھرام نہایت شان سے پوری ہوئی، تو بعض لوگوں کے پیشگوئی کے متعلق اعتراض کرنے پر حضور نے تحریک فرمائی کہ ''……میں اپنے قومی بھائیوں کے سامنے یہ اپیل پیش کرتا ہوں اوران کواس مردانہ شہادت کے ادا کرنے کا موقعہ دیتا ہوں جس سے دنیا کے اخیر تک عزت کے ساتھ نیک مردوں کی فہرست میں ان کا نام درج رہے گا''۔ (استفتاء)۔ اس پر حضورؑ کی خدمت میں جو تصدیقی خطوط آئے اُن کا ذکر حضورؑ نے ''تریاق القلوب'' میں فرمایا ہے۔ حضرت ماسٹر صاحبؓ کا نام بھی مصدقین کی فہرست میں 61ویں نمبر پر شامل ہے۔

کتاب ''تریاق القلوب'' 1899-1900ء کی تصنیف ہے تاہم حضرت ماسٹر صاحبؓ کی بیعت کا سن معلوم نہیں۔ بیعت کے بعد آپؓ نے اپنی خداداد صلاحیت اخبارنویسی کو تبلیغ کے لئے خوب استعمال کیا۔ 1906ء میں ایک کھلی چھٹی بعنوان ''جماعت احمدیہ اور اکابر ملت'' اخبار بدر میں شائع کروائی۔ نیز ذاتی طور پر آپ کی تبلیغ کی رپورٹس بھی ملتی رہیں۔ ''چودھویں صدی'' بند ہونے پر ''تاج الاخبار'' کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ اخبار ''الحق'' کے اسسٹنٹ ایڈیٹر بھی رہے۔ آپ ایک کہنہ مشق اور پختہ کار اہل قلم تھے۔ آپ نے متعدد مضامین اور کتابچے بھی شائع کئے مثلاً: انوکھی استانی (1918ء)، پنجاب کی سوغات، رفیق نوجوان (1898ء، راولپنڈی)، سینس تاریخ احمدی (1929ء قادیان)، معین المبلغین (1920ء)، قطرات عطر یعنی لباب احمدیت (1916ء)۔

1916ء میں دہلی میں جماعت احمدیہ کا ایک جلسہ ہوا جس میں آپ اور آپ کے بھائی حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحبؓ فریدآبادی نے بہت تعاون کیا، معاونین جلسہ کے شکرانے میں دونو کا ذکر موجود ہے۔

حضرت ماسٹر احمد حسین صاحبؓ نے تین شادیاں کیں، پہلی بیوی 1902ء میں فوت ہوگئیں اور اُن کی نماز جنازہ حضرت مسیح موعودؑ نے پڑھائی۔ دوسری بیوی نے بوجہ آپ کے احمدی ہوجانے کے نکاح فسخ کرالیا۔ آپ نے تیسری شادی محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ سے کی۔ اس شادی کے بارہ برس بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا (ڈاکٹر محمد احمد صاحب مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ) عطا فرمایا۔ ان دنوں آپ ایڈیٹر الفضل تھے۔ چنانچہ اس خوشی میں آپ نے اعلان ولادت کے آخر میں تحریر کیا: ''دس خریداروں کو الفضل ایک سال تک بجائے چھ روپے کے پانچ روپے میں دیا جائے گا، ایک ایک روپیہ فی خریدار خاکسار احمد حسین فریدآبادی بطور شکرانہ تولید فرزند خود داخل کرے گا۔ انشاءاللہ''

آپ کی ایک بیٹی حمیدہ بیگم اہلیہ مکرم سید نذیر احمد صاحب بھی تھیں (مدفون بہشتی مقبرہ ربوہ)۔

حضرت احمد حسین صاحبؓ فریدآبادی نے 31 جنوری 1922ء کی شام ایک لمبی علالت کے بعد وفات پائی۔ آپ ابتدائی موصیان میں شامل تھے۔ آپ کا وصیت نمبر 5 ہے۔ آپ کی وفات پر حضرت قاضی ظہورالدین اکمل صاحبؓ نے لکھا: 1915ء میں الفضل کی ایڈیٹری پر بلوائے گئے اور قریباً ایک سال تک کام کیا پھر الفضل کی ایڈیٹری کا کام آپ سے لے لیا گیا مگر آپ یہیں کے ہو رہے اور کتابوں کی ایک دکان کرلی۔ بچوں کے مختلف رسالے بھی نکالے مگر مناسب قدردانی نہ ہوئی۔ ترجمہ انگریزی سے اردو میں خوب کرتے تھے۔ یہاں تک کہ سرسری نظر میں یہ معلوم نہ ہوسکتا تھا کہ ترجمہ ہے۔ اپنی عمر کے آخری دنوں میں مرحوم کو یہ خیال تھا کہ احمدی بچیوں کے لئے ایک نصاب تعلیم تیار ہوجائے چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے انوکھی استانی، نرالی سہیلی دو کتابیں لکھیں۔…… معاملہ کی صفائی کا یہ حال تھا کہ اپنی وفات سے دوچار روز پہلے مجھے گھر بلایا اور جن لوگوں سے لین دین تھا ان کا قرضہ اتارنے کی نسبت گفتگو فرمائی۔ حتی الوسع یہ ارادہ تھا کہ کسی کا احسان نہ ہو اور میں روپیہ ادا کردوں۔ مرحوم کی سادہ زندگی، مرحوم کا خلوص، مرحوم کی قابلیت ادبی عرصہ تک مرحوم کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ رکھے گی……۔

آپؓ کے ایک بڑے بھائی، جو آپ کی تبلیغ سے ہی احمدی ہوئے تھے، حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مسکینؓ فریدآبادی کو حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں اپنی نظمیں سنانے کا شرف حاصل تھا۔ انہوں نے 13 دسمبر 1935ء کو دہلی میں بعمر 65 سال وفات پائی اور بوجہ موصی ہونے کے بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہوئے۔

آپؓ کی بیوی محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ آپؓ کی وفات کے بعد حضرت شیخ محمد اسماعیل صاحبؓ سرساوی یکے از 313 اصحاب کے عقد میں آئیں۔ 15 نومبر 1967ء کو اُن کی وفات ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئیں۔

……❀……❀……❀……

صاحبزادہ حبیب الرحمٰن ۔ قلندر مومند

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 9/جون 2007ء میں اخبار ''سنڈے ایکسپریس'' 4/فروری 2007ء سے ایک تفصیلی مضمون منقول ہے (مرسلہ: مکرم نعیم احمد صاحب) جو محترم صاحبزادہ حبیب الرحمٰن صاحب المعروف قلندر مومند کے بارہ میں ہے۔ قبل ازیں آپ کا ذکر خیر 14/نومبر 1997ء اور 15/اگست 2003ء کے شماروں میں اسی کالم کی زینت بن چکا ہے۔

پشتو ادب کے افق پر ستاروں کی طرح چمکنے والے شعراء و ادباء میں منفرد حیثیت کے مالک قلندر مومند بھی ہیں، جن سے پشتو زبان میں ایک نئے ادبی دبستان کا آغاز ہوتا ہے۔ آپ یکم ستمبر 1930ء کو پشاور کے گاؤں بازید خیل میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کرکے اسلامیہ کالج میں داخلہ لیا لیکن سیاسی وجوہ کی بناء پر تعلیم مکمل نہ کرسکے اور محکمہ زراعت میں ملازمت کرلی۔ چند برس بعد اے جی آفس چلے گئے۔ وہاں بھی دل نہ لگا تو ایک کنسٹرکشن کمپنی میں ملازم ہوگئے۔ اس دوران پرائیویٹ طور پر اعلیٰ تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ پھر پشاور یونیورسٹی میں داخل ہوکر انگریزی ادب میں M.A. کیا۔ اس دوران یونیورسٹی کے ''جرنل آف انگلش لٹریری کلب'' کے مدیر بھی رہے۔ پھر پبلک سروس کمیشن کی وساطت سے انگریزی ادب کے لیکچرر مقرر ہوئے لیکن ملک دشمنی کا جھوٹا الزام لگاکر ملازمت سے فارغ کئے گئے۔ 1973ء میں انہوں نے قانون کا امتحان پاس کیا۔ 1980ء میں گومل یونیورسٹی میں انگریزی ادب کے لیکچرر مقرر ہوئے۔ 1982ء میں لاء کالج کے پرنسپل بنائے گئے۔ 1983ء میں پشتو زبان کی ڈکشنری کی تیاری کے دس سالہ منصوبہ کی نگرانی آپ کے سپرد ہوئی، 1993ء میں یہ مشن تکمیل کو پہنچا اور ''دریاب'' کے نام سے منظرعام پر آیا۔

قلندر مومند صوبۂ سرحد کی مشہور ادبی تنظیم ''اولسی ادبی جرگہ'' کے بانی رکن تھے اور اس کے سیکرٹری جنرل بھی رہ چکے تھے۔ 1962ء میں جرگہ کی تحلیل کے بعد آپ نے ادبی تنظیم ''دساھولیکونکومرکہ'' کی بنیاد رکھی۔ نیز روزنامہ ''انجام'' (کراچی)، ''شہباز'' اور ''بانگ حرم'' میں مدیر کی حیثیت سے جبکہ سابقہ مشرقی پاکستان سے شائع ہونے والے انگریزی رسالوں ''دی ینگ پاکستان'' اور ویکلی ''ہالیڈے'' سے بطور نمائندہ وابستہ رہے۔ اس کے علاوہ خیبرمیل، پشاور ٹائمز، فرنٹیر گارجین، نقیب، سرحد اور روزنامہ انقلاب سے بھی منسلک رہے۔ روزنامہ مشرق اور روزنامہ ''آج'' کے کالم نگاری بھی رہے۔ قلندر مومند کی طبع شدہ تصانیف (نظم ونثر) پندرہ سے زیادہ ہیں۔

4 فروری 2003ء کو 73 سال کی عمر میں قلندر مومند نے وفات پائی۔

قلندر مومند بہترین کلاسیکی روایات سے وابستہ رہنے والے شاعر ہیں لیکن ترقی پسند تحریک کے زیراثر بھی تھے۔ انہوں نے اپنے تخلیقی تجربے اور فن شاعری کے تمام اصولوں اور قواعد پر بے پناہ عبور حاصل کرکے پشتو کی جدید غزل کو خشک بغاوت اور نعرہ بازی کے گرداب سے باہر نکال کر اپنی زمین اور سماجی رشتوں سے متعارف کروایا۔ اِس پر چند غزل گو شاعروں نے اُن کے خلاف ہنگامہ بھی برپا کیا اور فتوے جاری کئے۔ جس کا جواب قلندر مومند نے بڑی ثابت قدمی اور جرأت سے اپنے مخالفین کو اپنے اس شعر میں دیا: (ترجمہ) رقیبوں کی غزل کا غرور ٹوٹ گیا تو اب شور مچاتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ قلندر کو مصلوب کردو، کیوں کہ قلندر اشتراکی ہے۔

قلندر مومند نے زبان وادب کی تاریخ میں کبھی کسی سیاسی، قومی اور ذاتی پسند و ناپسند کا خیال نہیں رکھا۔ بلکہ حقیقت کو تاریخی اسناد اور معتبر دلائل کے ساتھ پیش کیا۔ پشتو ادب کے اوّلین تذکرہ ''پٹہ خزانہ'' پر تنقیدی معروضات لکھنے پر ان کی ذات اور عقیدہ پر بھی حملے کئے گئے۔ تاہم قلندر مومند نے جواباً کبھی بھی ادبی اخلاق کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا۔ بلکہ اُن کا موقف یہی رہا کہ میں کسی جاہل کو جواب دینے سے خواہ مخواہ اس کی اہمیت کیوں کر تسلیم کرلوں اور اپنا وقت برباد کروں!۔

شاعر، افسانہ نگار، صحافی، مترجم، محقق، نقاد، ماہر لسانیات، ڈرامہ نگار، دانش ور اور کئی زبانوں پر مکمل عبور رکھنے والے قلندر مومند جدید پشتو ادب میں اپنے دیگر ہم عصر شاعروں اور ادیبوں میں ایک منفرد اور جداگانہ علمی حیثیت کے مالک تھے اور بقول خوشحال خان خٹک: ''چاہے نظم ہو نثر یا املا و انشاء ہو، پشتو زبان پر میرا بے حساب حق ہے''۔ اگر یہ دعویٰ اپنی زندگی میں قلندر مومند کرتے تو شاید غلط نہ ہوتا۔ کیونکہ انہوں نے پشتو زبان میں ایسے شاہکار فن پارے پیش کیے ہیں، جن کے معیار کا ان کے مخالفین بھی اعتراف کرتے ہیں۔ ان کے افسانوں کے متعلق ڈاکٹر محمد اعظم کا کہنا ہے کہ پشتو افسانے کا آغاز جس نے بھی کیا ہے، تاہم اس کا اختتام قلندر مومند کے لکھے ہوئے افسانے ''گجرے'' پر ہوا ہے۔

قلندر مومند نے اپنے وسیع علم اور تنقیدی بصیرت سے پشتو زبان کے لئے انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ضرورت کے تحت ایک نیا رسم الخط بھی وضع کیا۔ وہ ایک شفیق استاد اور مہربان عالم تھے۔ ہر شاگرد کا دعویٰ ہے کہ وہ اُسے دوسروں سے زیادہ چاہتے تھے۔ انہوں نے اپنی ادبی تنظیم کے پلیٹ فارم سے سینکڑوں شاعروں اور ادیبوں کی تربیت کی اور آج پشتو کے جدید ادب میں جو بڑے بڑے شاعر و ادیب نظر آتے ہیں، ان میں اکثریت اُن کے شاگردوں کی ہے۔

قلندر مومند نے حالات کو نئے زاویوں سے دیکھا، غزل کی قدیم علامتیں، استعارے اور تلمیحات

جماعت احمدیہ امریکہ کے ماہنامہ ''النور'' جولائی، اگست 2007ء میں شائع ہونے والی محترم چودھری شبیر احمد صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

بے کیف گلستاں میں بادِ بہار ہے
خاموش عندلیب ہے گل بے قرار ہے
اے باغبان سارا چمن دلفگار ہے
اب آ بھی جایئے کہ ہمیں انتظار ہے
ربوہ کے ذرّے ذرّے کو دیدار کی طلب
تیرے فدائیوں کو تیرے پیار کی طلب
سرمایۂ حیات یہی تیرا پیار ہے
اب آ بھی جایئے کہ ہمیں انتظار ہے

ان کے ہاں نئے روپ میں ملتی ہیں۔اُن کی ادب اور صحافت میں اپنے نظریے کے ساتھ پوری وابستگی اور عقیدت ملتی ہے۔وہ اکثر کہا کرتے تھے کہ میری زندگی کا فلسفہ بہت سادہ ہے جس کی بنیاد سچائی پر ہے۔زندگی میں میری دلچسپی صرف اتنی ہے کہ میں اپنا کردار اچھی طرح ادا کرسکوں، مجھ سے دنیا کی کوئی طاقت،ادبی اور سیاسی محاذ پر مخالفتوں کا بڑھتا ہوا سیلاب، قید و بند کی صعوبتیں،غربت، بے روزگاری، بیماری اور اپنوں کے دیے ہوئے داغ اور میرا کردار نہیں چھین سکیں، کیونکہ: (ترجمہ) میری روح ایک بھڑکتا ہوا شعلہ ہے، میرا دین الفت اور محبت ہے، میری سیاست ہر جابر اور ظالم سے نفرت ہے۔

حضرت سید محمود شاہ صاحبؓ اور حضرت میاں عبدالکریم صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16/جون 2007ء میں مکرم بشارت احمد صاحب کے قلم سے دوصحابہ کا ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔

حضرت سید محمود شاہ صاحبؓ موضع فتح پور ضلع گجرات کے رہنے والے تھے اور اپنے زمانہ میں علاقہ میں ولی اللہ مشہور تھے۔اردگرد کے چار پانچ دیہات میں آپ کا درس مشہور تھا اوران گاؤں کے بعض بچے آپ کے پاس قرآن کریم پڑھنے آیا کرتے تھے جن میں ہمارے والد حضرت میاں عبدالکریم صاحبؓ بھی شامل تھے۔

ایک رات حضرت سید محمود شاہ صاحب نے ہمارے دادا محترم میاں علی احمد صاحب کو چھت پر بلایا اور بتایا کہ وہ دیکھو آسمان پر دمدار ستارہ نکلا ہے، یہ امام مہدی کے آنے کی ایک نشانی ہے۔

حضرت شاہ صاحب عموماً فتح پور سے نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے نومیل پیدل چل کر گجرات جایا کرتے تھے۔ ہمارے والد محترم بھی ہمراہ ہوتے تھے۔ایک دن آپ کو ایک اشتہار ملا جس پر حضرت مسیح موعودؑ کا پتہ بھی تھا۔ چنانچہ آپ گجرات سے پیدل قادیان چلے گئے۔ وہاں مسجد مبارک میں حضورؑ تشریف فرما تھے۔ آپ نے سلام عرض کیا اور بیعت کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔اورکوئی بات نہ پوچھی۔آپ کا نام حضورؑ نے کتاب ’’انجام آتھم‘‘میں 313 اصحاب کی فہرست میں 206ویں نمبر پر درج فرمایا ہے۔

جب آپؓ بیعت کرکے واپس فتح پور آئے تو مخالفت شروع ہوگئی لیکن آپ کی تبلیغ سے جلد ہی ایک نمبردار اور بعض دیگر افراد احمدی ہوگئے۔ایک جمعہ کے دن آپؓ جمعہ پڑھنے کیلئے مسجد میں آئے اور کہا کہ نماز چھوٹی کرلیں آج ہماری تیاری ہے۔اُسی روز رات کو آپؓ کی وفات ہوگئی۔اُس وقت گاؤں کے کافی لوگ آپؓ کے پاس جمع تھے اور ہمارے والد صاحب آپؓ کا سر دبا رہے تھے۔آپؓ نے حضرت والد صاحب سے فرمایا: عبدالکریم آج سے میرے گھر سے درس اٹھ گیا ہے اور تمہارے گھر لگ گیا ہے۔ اس کے بعد والد صاحب نے پڑھانا شروع کردیا۔درس آج بھی جاری ہے جس سے ابھی تیسری نسل مستفید ہورہی ہے۔

ہمارے والد حضرت میاں عبدالکریم صاحبؓ نے 1903ء میں اُس وقت دستی بیعت کا شرف حاصل کیا جب حضرت مسیح موعود مقدمہ کرم دین بھیں کے سلسلہ میں جہلم تشریف لائے۔آپؓ پیدل چل کر جہلم گئے تھے۔لاہور جاکر بھی زیارت کی جب حضورؑ پر ایک لیکچر کے دوران کسی دشمن نے حملہ کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔ قادیان جاکر جلسہ سالانہ میں بھی شرکت کی توفیق پاتے رہے۔

محترم والد صاحب بہت متقی اور بزرگ انسان تھے۔نماز جمعہ اور تہجد میں باقاعدگی تھی۔لمبا عرصہ اپنی جماعت کے سیکرٹری مال رہے اور روزانہ دوپہر بارہ بجے تک ہل چلانے کے بعد پھر کھانا کھا کر گدھی لے کر نکل جاتے اور قریبی گاؤں سے چندہ جمع کرتے جو عموماً اجناس کی شکل میں ہوتا۔آپؓ کو سب لوگ میاں جی کہتے تھے۔گھر میں قرآن کریم کا درس بھی ہوتا تھا اور ہماری دو مائیں بچوں کو قرآن کریم پڑھایا کرتی تھیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلا بچہ عطا فرمایا تو وہ تین چار ماہ کی عمر میں اتنا بیمار ہوگیا کہ آخری وقت معلوم ہوتا تھا۔محلّہ کی تمام عورتیں اور عزیز رشتہ دار بھی آ گئے۔ایسے میں والد صاحب نے بچے کے پاس بیٹھ کر اُس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور مجھے اور بچے کی امی کو مخاطب کرکے فرمایا: اگر کہو تو یہ بچہ ہم خدا کو دے دیں۔ جس پر ہم سب نے کہا بچہ تو کیا ہم سب تو خدا کے ہی ہیں۔آپ نے فرمایا: نہیں میرا مقصد ہے کہ اس بچے کو وقف کردیں تاکہ وہ دین کی خدمت کرے۔آگے خدا کی مرضی اس کو رکھے یا لے جائے۔ ابھی یہ بات ہورہی تھی کہ گلی سے ایک ڈاکٹر صاحب گزرے۔مَیں بھاگا اور اُنہیں بلا لایا۔انہوں نے بچے کو دیکھا اور تین پڑیاں کھلانے کے لئے دیں۔پہلی پڑیا کے پانچ منٹ بعد بچے نے آنکھ کھول دی۔ دوسری پڑیا دینے پر شام تک بچہ خدا کے فضل سے ٹھیک ہوگیا۔تیسری پڑیا پھر نہیں دی۔ یہ بچہ (مکرم منور احمد خورشید صاحب) بعد میں سینیگال میں امیر و مبلغ انچارج رہا۔

خلیفۂ وقت کی اطاعت کا یہ حال تھا کہ حضرت مصلح موعودؓ کے نوجوانوں کو فوج میں بھرتی کروانے کا ارشاد سن کر آپؓ نے مجھے بھرتی کروادیا اور یوں 1943ء سے 1946ء تک مَیں فوج میں رہا۔آپؓ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور آپؓ نے دین کی خاطر ساری برادری چھوڑ دی۔کئی ابتلاء بھی آئے اور شدید مخالفت بھی ہوئی لیکن اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ مدد فرمائی۔ایک بار گاؤں میں ہمارا سوشل بائیکاٹ کیا گیا تو ایک دھڑے والی عورت ہمارا سودا اور پانی بھر کے لاتی رہی۔ اسی طرح ایک بڑا بدمعاش جو اگر کسی زمیندار کو کہتا تھا کہ اپنی فصل کاٹ کر میری گھوڑی پر رکھ دو تو زمیندار کو انکار کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔اُس نے ایک رات ہمارے والد صاحبؓ کو اپنی فصل کی طرف جاتے دیکھا تو وہ آپ سے کہنے لگا: آپ واپس گھر چلے جائیں اگر آپ کا ایک گانٹھ نقصان ہوا تو میں دس گانٹھ آپ کو دوں گا، رات کو سردی میں آپ نہ آیا کریں۔

حضرت میاں جیؓ کی عزت وتکریم صرف احمدی ہی نہ کرتے تھے بلکہ غیر از جماعت افراد کے دلوں میں قرآن کریم کی تعلیم دینے کی وجہ سے بڑی توقیر تھی۔

میرے زمانۂ درویشی کی یادیں

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 16/جون 2007ء میں محترم رائے ظہور احمد ناصر صاحب سابق درویش قادیان نے ایک مضمون میں اپنی یادداشتوں کو پیش کیا جو آپ کے قادیان میں تین سالہ قیام (1947ء تا 1950ء) کے دوران آپ کے ذہن پر نقش ہوگئیں۔

اس عرصہ میں ہم بھوکے بھی رہے، گندم کی گھگھنیاں کھا کر بھی گزارہ کیا اور ہر قسم کی سختیاں برداشت کرنے کی توفیق ملی۔ تین سال بعد بعض نامساعد گھریلو حالات کی بناء پر بادل نخواستہ باجازت سیدنا حضرت مصلح موعودؓ مجھے قادیان سے پاکستان آنا پڑا۔لیکن وہ سنہری ایام کبھی نہیں بھولے۔ جب مَیں قادیان پہنچا تو وہاں کے حالات اس وقت بڑے مخدوش تھے، کرفیو کا نفاذ تھا۔اصل حفاظت تو اللہ تعالیٰ کی تھی لیکن مجھے بھی بہشتی مقبرہ میں ڈیوٹیاں دینے کی توفیق ملتی رہی۔حضرت مصلح موعودؓ اور دیگر بزرگان کے درویشان کے نام تشفی آمیز مکتوبات دلی ڈھارس کا باعث بنا کرتے تھے۔خصوصاً حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی وہ مشہور نظم ؏

خوشا نصیب کہ تم قادیاں میں رہتے ہو

اوائل 1948ء میں حضورؓ نے خاندان حضرت مسیح موعود کی نمائندگی میں بعض بزرگ صحابہؓ کے ہمراہ محترم میاں وسیم احمد صاحب کو قادیان بھجوادیا۔ جب حضورؓ کے ارشاد پر صدرانجمن کا نظام دوبارہ منظّم کیا گیا تو مجھے نظارت علیا قادیان میں دفتری خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے دفتر حفاظت مرکز لاہور سے بذریعہ ڈاک جو جماعتی خبریں قادیان پہنچتی تھیں۔ان کو ایک دو ورقہ ’’اخبار احمدیہ‘‘ میں مرتب کرکے لکھنا اور سائیکلوسٹائل مشین کے ذریعہ انہیں چھاپ کر تمام احمدی جماعتوں کو بھجوانا میری ڈیوٹی تھی۔ جب پاکستان سے امارت قادیان کو یہ حکم ملا کہ درویشان چونکہ اکثر نوجوان ہیں اور محدود ایریا میں پابند رہنے کی وجہ سے ان کی صحت پر خراب اثر ہورہا ہے اس لئے کھیلوں کا باقاعدہ انتظام کیا جائے۔ اس پر مختلف کلب قائم ہوئے اور ٹورنامنٹس بھی منعقد ہوئے۔مَیں بھی اچھا کھلاڑی تھا۔ حضرت میاں صاحب بھی والی بال کے چوٹی کے کھلاڑی تھے اور ہمیں ٹریننگ دیا کرتے تھے۔آپ میرے قریباً ہم عمر ہی تھے۔سوخاصی بے تکلفی بھی تھی۔ ایک دفعہ خاکسار اور حضرت میاں صاحب کا (شارٹ گن سے) نشانہ بازی کا ایک دلچسپ مقابلہ بھی ہوا تھا۔طبیعت ہنس مکھ تھی۔سب کو خندہ پیشانی سے ملتے تھے۔درویش بھائیوں کے علاوہ قادیان کے غیر مذاہب والوں میں بھی ہردلعزیز تھے۔

معمول کی نمازوں کے علاوہ باجماعت نماز تہجد اور ہر ہفتہ سوموار اور جمعرات کے دن نفلی روزہ اور سال بھر دعائیں کرنا بھی درویشوں کے لئے لازم تھا۔عام درس وتدریس کے علاوہ علماء سلسلہ ہمیں اختلافی مسائل سمجھایا کرتے اور تحریر و تقریر کی مشق بھی کرائی جاتی تھی۔مقابلے بھی ہوتے۔

1949ء میں بٹالہ میں ایک آل انڈیا والی بال ٹورنامنٹ منعقد ہوا تھا۔اس کے لئے دُور دُور سے ٹیمیں آئی تھیں۔ درویشان قادیان کے احمدیہ والی بال کلب کی ٹیم میں حضرت میاں صاحب سنٹر میں کھیل رہے تھے۔ ٹیم فائنل تک پہنچی اور دہلی کی مرکزی ٹیم کے مدمقابل فائنل میں کانٹے دار مقابلہ کے بعد دوئم قرار پائی۔خاندان مسیح موعودؑ سے تعلق کی بناء پر میاں صاحب کے کھیل کی بڑی شہرت ہوئی اور غیروں نے بے شمار فوٹوز بھی لئے۔ 1947ء کے بعد درویشان قادیان کی کسی پبلک اجتماع میں یہ پہلی شمولیت تھی۔

مجھے ایک رمضان میں مسجد اقصیٰ اور ایک دفعہ مسجد مبارک میں اعتکاف کی توفیق بھی ملی۔

1948ء میں میرے برادر اکبر اور والد محترم صرف 42 روز کے وقفہ سے اللہ کو پیارے ہوگئے۔اس موقع پر حضرت میاں صاحب اور دیگر درویشان نے بہت دلجوئی فرمائی۔انہی حالات نے مجھے نوعمری میں ہی گھر کا سربراہ بنادیا تھا چنانچہ 1950ء میں مجھے قادیان سے پاکستان آنا پڑا۔دو درویش واہگہ بارڈر تک الوداع کہنے آئے۔لاہور پہنچنے پر رتن باغ میں حضرت میاں بشیر احمد صاحبؓ اور پھر ربوہ حاضر ہونے پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ملاقات ہوئی۔

حضرت چودھری عمرالدین صاحبؓ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 23/جون 2007ء میں حضرت چودھری عمرالدین صاحبؓ آف بنگہ ضلع جالندھر کا مختصر ذکرخیر ’’تاریخ احمدیت‘‘ سے منقول ہے۔

حضرت چودھری عمرالدین صاحبؓ اندازاً 1863ء میں پیدا ہوئے اور 1903ء میں آپؓ کو قبولِ احمدیت کی توفیق حضرت مولوی کریم بخش صاحبؓ کے ذریعہ ملی۔آپ کو مشرق وسطیٰ کے سفر کا بھی موقع ملا اور مصر شام اور ترکی بھی گئے۔اسی سفر میں اشارہ ہوا کہ پیشوا ظاہر ہوچکا ہے، اس کی بیعت کرو۔چنانچہ سفر سے واپسی پر آتے ہی احمدیت نصیب ہوگئی۔

حضرت مسیح موعودؑ 1905ء میں دہلی تشریف لے گئے تو آپؓ امرتسر سے پھگواڑہ سٹیشن تک حضورؑ کے ہمسفر رہے اور ہر سٹیشن پر حضورؑ کے ڈبے کے سامنے کھڑے ہو جاتے۔ حضرت اقدس نے فرمایا۔میاں عمرالدین! ہر سٹیشن پر ہی آجاتے ہو!۔انہوں نے عرض کیا کہ حضور پھگواڑہ سے گاڑی بدل جائے گی اس لئے نا معلوم کب زیارت ہو۔آپؓ کو اس بات سے بہت خوشی ہوئی کہ حضورؑ کو میرا نام بھی یاد ہے۔

آپ ایک مثالی احمدی تھے۔بڑی عمر کو پہنچ جانے کے باوجود صحت جسمانی اچھی رہی۔تہجد اور دیگر نوافل باقاعدہ ادا کرتے تھے۔حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت مصلح موعودؓ سے غایت درجہ عقیدت ومحبت تھی ان کا نام سُنتے ہی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔ لمبے عرصہ تک مقامی جماعت کے سیکرٹری مال رہے۔حسب توفیق ہرایک قسم کے چندوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے نہایت مخلص اور غریب پرور تھے۔ محترم مولوی کرم الٰہی ظفر صاحب مبلغ سپین آپکے بھتیجے تھے۔

آپؓ کی وفات 23 جون 1953ء کو جھنگ میں ہوئی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں سپردِ خاک ہوئے۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 20/اگست 2007ء میں شامل اشاعت اے آر بدر کی ایک غزل سے انتخاب پیش ہے:

اس طرح شورِ قیامت تو بپا کوئی نہ ہو
اُس کی جانب سے اگر آیا ہُوا کوئی نہ ہو

ہورہا ہے تُو گناہ میں اس قدر بے باک کیوں
کیسے ممکن ہے کہ تجھ کو دیکھتا کوئی نہ ہو

ماند پڑ جائے نظر میں حسن فانی کی دمک
آپ گر محبوب ہوں اور آپ سا کوئی نہ ہو

دیکھ لے اِک بار جلوۂ حسنِ دلبر کی جھلک
پھر تیری قید محبت سے رہا کوئی نہ ہو

ٹوٹ سکتے ہی نہیں بُت نفس کے پندار کے
عیب اپنی ذات کے گر دیکھتا کوئی نہ ہو

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

8th May 2009 – 14th May 2009

Please Note that programme and timings may change without prior notice All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8875 4272 or fax +44 20 8874 8344

Friday 8th May 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & MTA News
01:00	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 24th February 1998.
02:05	Al Maaidah: a culinary programme.
02:20	Dars-e-Malfoozat
03:00	MTA World News
03:15	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 265, recorded on 2nd September 1998.
04:20	Huzoor's Tours: A programme documenting Huzoor's visit to Benin, West Africa.
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Nasirat) with Huzoor recorded on 10th June 2007.
08:10	Le Francais c'est Facile: lesson no. 48
08:30	Siraiki Service: a discussion programme on the life and character of the Holy Prophet (saw).
09:25	Reply to Allegations: an Urdu talk with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra), replying to various allegations made against the Jamaat. Recorded on 19th January 1994.
10:10	Indonesian Service
11:05	Seerat Sahaba Rasool (saw)
12:00	Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V from Baitul Futuh, London.
13:10	Tilawat
13:25	Dars-e-Hadith & MTA News
14:05	Bengali Reply to Allegations: a Bengali discussion programme replying to various allegations made against the Ahmadiyya Jama'at.
15:15	Seerat Sahaba Rasool (saw)
16:00	Friday Sermon [R]
17:10	Jalsa Salana Speeches: an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V at Jalsa Salana Ghana. Recorded on 18th March 2004.
18:00	MTA World News
18:10	Le Francais c'est Facile [R]
18:30	Arabic Service: Live Arabic discussion programme about the true concepts of Islam, hosted by Muhammad Sharif.
20:35	MTA International News
21:05	Friday Sermon [R]
22:15	Hawaii Tropical Botanical Gardens: A documentary about plant life on the Island of Hawaii.
23:05	Reply to Allegations [R]

Saturday 9th May 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA Jamaat News
01:10	Le Francais c'est Facile: lesson no. 48
01:35	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 25th February 1998.
03:00	MTA World News
03:15	Friday Sermon: rec. on 8th May 2009.
04:20	Hawaii Tropical Botanical Gardens
04:55	Persecution
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th December 1996. Part 2.
07:55	Ashab-e-Ahdma
08:50	Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V.
09:50	Indonesian Service
10:45	French Service
11:55	Tilawat
12:05	Persecution
13:05	Bangla Shomprochar
14:05	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
15:05	Jamia Ahmadiyya UK Class
16:20	Attractions of Australia: a visit to Queensland.
17:05	Question and Answer Session [R]
18:00	MTA World News
18:10	Dars-e-Hadith
18:30	Live Arabic Service
20:35	MTA International News
21:05	Class Jamia Ahmadiyya UK [R]
22:15	Persecution [R]
23:15	Friday Sermon [R]

Sunday 10th May 2009

00:20	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Ashab-e-Ahmad
01:50	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 26th February 1998.
03:00	MTA World News
03:15	Friday Sermon
04:25	Intikhab-e-Sukhan: poem request programme
05:25	Attractions of Australia
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Learning Arabic: lesson no. 17.
07:00	Class Jamia Ahmadiyya UK with Huzoor, recorded on 9th May 2009.
08:10	Evolution: A documentary on evolution as mentioned in the Holy Quran.
08:55	Pakistan National Assembly 1974
10:00	Indonesian Service
11:00	Spanish Service: Spanish translation of Friday Sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V, on 1st February 2008.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:25	Learning Arabic: lesson no. 17
12:50	Bangla Shomprochar
13:55	Friday Sermon
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 10th May 2009.
16:15	Pakistan National Assembly 1974 [R]
17:15	Evolution [R]
18:05	MTA World News
18:30	Live Arabic Service
20:35	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Nau [R]
21:45	Friday Sermon [R]
22:55	Pakistan National Assembly 1974 [R]

Monday 11th May 2009

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat & MTA News
01:00	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 11th March 1998.
02:05	Friday Sermon: recorded on 8th May 2009.
03:05	MTA World News
03:20	Question and Answer Session
04:25	Pakistan National Assembly 1974.
05:25	Seerat-un-Nabi (saw)
06:00	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Children's class with Huzoor recorded on 3rd February 2007.
07:55	Le Francais C'est Facile: lesson no. 35.
08:20	Medical Matters
09:00	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 24th November 1997.
10:00	Indonesian Service: translation of Friday Sermon recorded on 20th March 2009.
11:10	Khilafat Jubilee Quiz
11:20	Seerat Hadhrat Masih Maud (as)
11:20	Medical Matters: a discussion programme about Heart Disease.
12:00	Tilawat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:00	Friday Sermon: rec. on 30th May 2008.
15:05	Khilafat Jubilee Quiz [R]
15:50	Children's Class [R]
16:55	French Mulaqa'at: Recorded on 24th November 1997 [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:15	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 12th March 1998.
20:20	MTA International News
20:50	Medical Matters [R]
21:25	Children's Class [R]
22:20	Friday Sermon [R]
23:15	Khilafat Jubilee Quiz [R]

Tuesday 12th May 2009

00:00	MTA World News
00:10	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
01:05	Le Francais C'est Facile: lesson 35.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 12th March 1998.
03:00	MTA World News
03:00	Friday Sermon: Recorded on 30th May 2008.
03:40	French service with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and French speaking friends. Recorded on 24th November 1997.
04:45	Medical Matters
05:15	Khilafat Jubilee Quiz
06:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) class with Huzoor, recorded on 10th May 2009.
08:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 26th November 1994.
09:30	Huzoor's Address at Roehampton University: A programme documenting an address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on the topic of 'Islam: a religion of peace'.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon [R]
12:00	Tilawat, Dars-e-Malfoozat & MTA News
13:00	Bangla Shomprochar
14:05	Majlis Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema: Concluding address delivered by Hadhrat Khalifatul Masih V on 17th September 2006.
15:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
16:10	Question and Answer Session [R]
17:30	Huzoor's Address at Roehampton University [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon, recorded on 8th May 2009.
20:30	MTA International News
21:05	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
22:15	Majlis Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema [R]
22:55	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme

Wednesday 13th May 2009

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & MTA News
01:00	Learning Arabic: lesson no. 11.
01:30	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 17th March 1998.
02:30	Huzoor's Address at Roehampton University
03:00	Question and Answer Session
04:15	Intikhab-e-Sukhan: Poem request programme
05:20	Majlis Khuddamul Ahmadiyya UK Ijtema
06:05	Tilawat, Dars-e-Hadith & MTA News
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class with Huzoor recorded on 10th November 2007.
08:00	Future Challenges Seminar: A careers guide for students in Pakistan.
09:10	Question and Answer Session with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad, Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th January 1995.
10:15	Indonesian Service
11:10	Swahili Muzakarah
12:05	Tilawat & MTA News
12:50	Bangla Shomprochar
13:50	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd November 1985.
14:40	Jalsa Salana Speeches: A speech delivered by Bilal Atkinson. Recorded on 28th July 2002 in the UK.
15:10	Future Challenges Seminar
16:20	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
17:20	Question and Answer Session [R]
18:25	MTA World News & Dars-e-Hadith
18:50	Arabic Service
19:50	Liqaa Ma'al Arab: A sitting with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra) and Arabic speaking guests. Recorded on 24th March 1998.
20:55	MTA International News
21:25	Gulshan-e-Waqfe Nau (Khuddam) Class [R]
22:25	Jalsa Salana Speeches [R]
22:55	Future Challenges Seminar [R]

Thursday 14th May 2009

00:05	From the Archives [R]
00:55	MTA World News
01:10	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:30	Liqaa Ma'al Arab
02:35	MTA World News
02:45	From the Archives: Friday sermon delivered by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 22nd November 1985.
03:45	Attractions of Australia
04:15	Future Challenges Seminar
05:25	Jalsa Salana Speeches
06:05	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:40	Al Maaidah
06:55	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) class with Huzoor recorded on 11th November 2007.
08:15	English Mulaqa'at: A question and answer session with Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 25th June 1994.
09:35	The Blessings of Khilafat
10:10	Indonesian Service
11:35	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:35	Al Maaidah
13:00	Friday Sermon
14:10	Tarjamatul Quran Class: An in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Class no. 266, recorded on 8th September 1998.
15:25	Huzoor's Tours [R]
16:35	English Mulaqa'at [R]
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service
20:35	The Blessings of Khilafat [R]
21:10	Tarjamatul Quran Class
22:20	Dars-e-Malfoozat
22:45	Gulshan-e-Waqfe Nau (Lajna) Class [R]

Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT)

Al Fazl International Weekly, London

22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 16 | Friday 01 May , 2009 | Issue No. 18

اگر تم انصاف کا قیام چاہتے ہو تو دیانتداری سے جھگڑوں کا حل تلاش کرنا ہوگا۔

عدل سے مراد کامل انصاف ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے جب دل تعصبات سے مکمل طور پر پاک ہوں

دنیا کے اضطراب کی وجہ دراصل یہ ہے کہ انسان نے اپنے خالق کو بھلا دیا ہے۔ مادی دولتوں کی خواہش، دنیا میں ناموری کی ہوس اور اپنا رعب قائم کرنے کا شوق دنیا کو اندھا کرتا جا رہا ہے۔ انسان دوسروں کے صرف اتنے حقوق ادا کرتا ہے جہاں اس کو اپنے فوائد نظر آ رہے ہوں۔ مہنگائی اور بیروزگاری میں اضافہ اور مالی بحران بھی اضطراب کا باعث ہے۔

بعض طاقتور ممالک بعض دوسرے ملکوں کے اہم جغرافیائی محل وقوع کے پیش نظر اپنے مفادات کی خاطر ان کے معاملات میں مداخلت کر کے ان کے قدرتی وسائل پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اقوام متحدہ جیسے عظیم ادارہ سے امن کے قیام کے لئے جن مؤثر کارروائیوں کی توقع تھی وہ اس پر پورا اترنے میں ناکام رہا۔

اگر اقوام متحدہ انصاف کی اعلیٰ قدروں کا قیام چاہتی ہے تو اسے طاقتور اور کمزور قوموں کو یکساں حقوق دینے ہوں گے۔

بڑی طاقتیں اور اقوام متحدہ ذمہ دار ہیں کہ وہ دیکھیں کہ غریب ممالک کو دی گئی امداد صحیح طور پر استعمال بھی کی گئی ہے یا نہیں۔

اسلام ہر سطح پر نفرتوں کو دور کرنے کے طریقوں سے آگاہی عطا فرماتا ہے۔

افسوس کہ دنیا کے مسلمان ممالک کے رہنما اپنے خزانے تو لبالب بھرتے چلے جاتے ہیں مگر اپنے عام شہریوں کی روزمرّہ کی ضروریات تک کا خیال نہیں رکھتے۔

دنیا کی بڑھتی ہوئی بے چینی اور امن کے فقدان کے اسباب کی نشاندہی کرتے ہوئے قیام امن کے لئے مؤثر اقدامات کرنے کی تاکید۔

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام 21 مارچ 2009ء کو بیت الفتوح لندن میں منعقدہ امن کانفرنس میں سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب)

(رپورٹ: حامدہ سنوری فاروقی ۔لندن)

(قسط نمبر 2)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

اس کے بعد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔

حضور انور نے تمام معزز مہمانوں کو مخاطب کر کے السلام علیکم کا تحفہ پیش کرنے کے بعد فرمایا:

آپ میں سے بہت سے حاضرین ہمارے اس قسم کے اجتماع میں پہلے شریک ہو چکے ہیں کیونکہ گزشتہ کچھ سالوں سے یہ سالانہ تقریب بن گئی ہے جہاں وہ افراد اکٹھے ہوتے ہیں جو دنیا میں رواداری، محبت اور قیام امن کے حامی ہیں۔ جو نئے شامل ہونے والے ہیں وہ ہم سے اتفاق کریں گے کہ محبت، انسانوں کے لئے شفقت اور پُر امن زندگی گزارنا ٹھوس انسانی قدریں ہیں جو ہمیں دیگر مخلوقات سے ممتاز کرتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے تو مَیں سب مہمانوں کا شکریہ ادا کروں گا کہ وہ ان احسن خیالات کی تجدید کرنے یہاں تشریف لائے ہیں، باوجود اس کے کہ انہیں مسلمانوں کے بارہ میں بہت سے منفی خیالات سننے کو ملتے ہیں۔ جو آج پہلی بار تشریف لائے ہیں ان کے آنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اسلام کی حقیقی تعلیمات کو جان سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ مَیں دعا کرتا ہوں کہ تمام انسانوں کو جو اعلیٰ صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں یہاں ان کو موقع ملے گا کہ وہ ان ودیعت شدہ صلاحیتوں کو مزید چمکا کر یہاں سے جائیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہم سب خواہش رکھتے ہیں کہ امن کا قیام ہو جائے۔ مَیں نے لفظ 'خواہش' ارادۃً استعمال کیا ہے کیونکہ اس تمنا کے باوجود ہم سب جو اس جگہ جمع ہیں ہم میں سے زیادہ تر افراد عملی طور پر اس سمت میں کوئی ٹھوس قدم اٹھانے میں کامیاب نہیں ہوتے ۔یہاں بعض ممبران پارلیمنٹ موجود ہیں مگر ان کے بارہ میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ان کی کوششیں سو فیصد قیام امن کے سلسلہ میں ثمر آور ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ امن کے قیام کی تمنا تو ہے مگر عملی اقدامات کرنے کی قابلیت موجود نہیں ۔ہماری محدود طاقتیں ہمیں اختیار نہیں دیتیں کہ ہم دنیا میں ایسا جنت نظیر معاشرہ قائم کر سکیں اور صرف چند افراد کی طاقت سے یہ امر بالا ہے ۔ اور کچھ دوسرے ایسے ہیں کہ حکومتیں ایسی پالیسیاں بنا لیتی ہیں کہ عملی اقدامات میں روک بن جاتی ہیں۔ اختلاف رائے کے باوجود ،حکومت کی پالیسی یا ان کی پارٹی کی سیاست ان کے راستہ میں حائل ہو جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا: مَیں ان کو الزام نہیں دیتا کیونکہ ان کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اس قسم کی پالیسیوں کی پابندی کریں۔

حضور انور نے فرمایا کہ جو لوگ ان قدغنوں سے آزاد ہیں وہ بعض دفعہ دوغلی پالیسی رکھتے ہیں اور اپنے مفادات کو ترجیح دیتے ہیں ۔ وہ حکومتیں اچھے مقاصد کے حصول کے لئے کوششیں کرتی ہیں مگر صرف اُس حد تک جہاں تک ان کے اپنے مفادات حاصل ہو رہے ہوں۔ اگر ان کا اپنا مفاد اس چیز سے وابستہ نہ ہو تو پھر وہ یا تو کچھ مدد کر دیتے ہیں یا معذوری کا اظہار کر کے لاتعلق ہو جاتے ہیں ۔ اگر ان کے مفاد کے منافی کوئی امر درپیش ہو تو پھر اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے وہ ہر ہر کوشش کر گزرتے ہیں خواہ اس طرح دوسروں کی حق تلفی ہی کیوں نہ ہوتی ہو۔

حضور نے فرمایا کہ یہ انسانی نفسیات ہے اس کا تعلق کسی بھی خاص ملک، قوم یا مذہب سے مخصوص نہیں ہے۔ اس قسم کے لوگ مشرق میں بھی پائے جاتے ہیں اور مغرب میں بھی ۔شمال میں بھی اور جنوب میں بھی۔ وہ مسلمانوں میں بھی پائے جاتے ہیں اور عیسائیوں میں بھی اور دیگر مذاہب میں بھی اور مذاہب پر ایمان نہ رکھنے والوں میں بھی ۔ اس زمانہ میں جبکہ نفسا نفسی کا دور دورہ ہے اور مادہ پرستی زوروں پر ہے ذاتی مفادات پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی سطح پر بھی خواہ اس سلسلہ میں سچائی کو چھپانا ہی کیوں نہ پڑے۔ جہاں ملکی سطح پر یہ کارروائی کی جا رہی ہو اگر یہ اُس ملک کے مفاد میں ہو اسے تو سیاست کا نام دیا جاتا ہے۔ بعض صورتوں میں کچھ ممالک مل کر گٹھ جوڑ کر لیتے ہیں اور اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے بین الاقوامی سطح پر سیاسی کارروائیوں کے ذریعہ اپنی طاقت مجتمع کر لیتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جب ایک ملک اپنے مفادات کو ترجیح دینا شروع کر دیتا ہے تو انصاف کا ترازو اعتدال پر نہیں رہتا اور بگڑ جاتا ہے ۔اس ملک کے سیاسی مفاد مادی اور اقتصادی فوائد حاصل کرنے کی طرف جھک جاتے ہیں۔ بہرطور یہ ایک ایسا گرداب ہے جس میں پھنسے ہوئے لوگ اپنی اَنا اور نفسانیت کے چکّر سے نکل نہیں سکتے ۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور عقل و ذہانت عطا ہونے کی وجہ سے جانوروں سے ممتاز ہے ۔اسے صلاحیت عطا کی گئی ہے کہ وہ سکون کی حالت میں بھی سوچنے کی قابلیت رکھتا ہے اور مغلوب الغضب ہونے کے وقت بھی۔ مگر عقل و سمجھ رکھنے کے باوجود اپنے مفادات کے حصول میں وہ ایک دوسرے کو حیوانوں کی طرح چباڈالتے ہیں۔ بدقسمتی سے مذہب پر یقین نہ رکھنے والے اس صورتحال کا الزام مذہب پر ڈالتے ہیں حالانکہ مذہب تو اعلیٰ اخلاق، رواداری اور تحمل کا سبق دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ کیونکہ مَیں اسلام کی نمائندگی میں

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں

کمپوزنگ اینڈ ڈیزائننگ: عبدالحفیظ کھوکھر۔ ترسیل: قاضی نجیب الدین احمد